ادْعُ إِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ

الحمد للہ کہ رسالہ ہدایت مقالہ گنجینۂ مواعظ و حکم مسمّے بہ

تسہیل

ازحضرت مولٰنا شاہ لطف رسول صاحب کہ بقصد تعمیم فائدہ مضامین

قصد السبیل را نیز

مؤلفہ حضرت جامع البرکات صاحب الحجج والبینات حکیم الامۃ جناب مولانا المولوی
الحافظ الحاج شاہ محمد اشرف علی التھانوی دامت فیوضھم وبرکاتھم نوشتہ شد

بفرمائش

جناب صاحب الجود والکرم حاجی محمد یوسف صاحب اینڈ کمپنی تاجر رنگون

مجیدی برقی پریس دہلی بحسن وخوبی طبع نمود

تسہیل قصد السبیل

(بعبارت مولانا شاہ لطف رسول صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تعریف کے لائق اللہ تعالیٰ ہے جو بڑا مالک ہے اور اُسی کی طرف (دین کے) سیدھے راستہ کی انتہا ہے۔ اور درود و سلام ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہو جن کے برابر کمالات میں کوئی دوسرا نہیں اور وہ اس راستہ کے بہترین رہبر ہیں اور آپ کی اولاد اور اصحاب سب پر بھی درود و سلام ہو جنہوں نے اپنی جان اور مال تھوڑا ہوا تو اور بہت ہوا تو سب اللہ کی راہ میں خرچ کر ڈالا۔ اور جو آیتوں اور حدیثوں کے پہنچانے والے ہیں جن سے مسلمانوں کو عزت اور کافروں کو ذلت نصیب ہوئی۔ اَمَّا بَعْدُ جاننا چاہیے کہ اس کتاب میں ہم تھوڑی سی ضروری باتیں فقیری کے بیان میں لکھتے ہیں۔ اور ہر بات کے شروع میں لفظ ہدایت لکھیں گے۔ اور ان باتوں کے لکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اکثر لوگوں کو فقیری کا شوق ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ تو راستہ نہ جاننے سے غلطی اور گمراہی میں پھنس جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ اگرچہ غلطی و گمراہی میں نہیں پھنستے لیکن مقصود کے نہ جاننے سے ان کا وہی حال ہوتا ہے جس کا بیان ان شعروں میں ہے۔

فہرست مضامین رسالہ تسہیل قصد السبیل

تمت

نماز روزہ وغیرہ اور دل کو سچے عقیدوں اور نیک عادتوں سے جیسے اخلاص یعنی دین کے کام اللہ کی رضامندی کے لئے کرنا۔ لوگوں کے دکھلانے کے لئے نہ کرنا۔ اور شکر یعنی اللہ تعالیٰ کا احسان ماننا اور صبر یعنی مصیبت کے وقت شکوہ شکایت نہ کرنا۔ اور زہد یعنی دنیا سے بے رغبت ہونا۔ اور تواضع یعنی اپنے کو بڑا نہ سمجھنا۔ یہ اوصاف حاصل کرے۔ فقیری کا ایک درجہ تو یہ ہے[لہ] اور دوسرا[عہ] درجہ یہ ہے کہ ان مذکورہ باتوں کے ساتھ ظاہر کو نفل عبادتوں میں اور باطن یعنی دل کو اللہ کی یاد[سہ] میں ہمیشہ مشغول رکھے۔ کسی دم غافل نہ ہو۔ پہلے درجہ کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور اس درجہ کے لئے دو چیزوں کی ضرورت ہے۔ اس لئے اون دو چیزوں کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے۔ ایک بقدر ضرورت علم دین کا سیکھنا خواہ پڑھکر ہو خواہ عالموں سے مسئلے پوچھکر اور اگر پڑھے تو چاہے عربی پڑھے چاہے فارسی کتابیں مسئلوں کی پڑھے۔ چاہے اردو کتابیں مسئلوں کی پڑھ لے۔ اس حقیر نے ایک کتاب بہشتی زیور شائع کرائی ہے۔ وہ اور کتاب صفائی معاملات اور تیسرا باب مفتاح الجنۃ کا یہ دین کی روزمرہ ضرورتوں کے لئے کافی ہیں۔ دوسرے جو مسئلے سیکھے اون پر عمل کرنے کا پکا ارادہ کرنا تاکہ نفس کی خواہشیں اور لوگوں کی ملامت (عمل سے) مانع نہ ہو۔ یہ تو پہلے درجہ کا بیان ہوا۔ اور دوسرا درجہ مستحب ہے۔ اور لوگ اکثر اسی کو فقیری کہتے ہیں لیکن اگر اس دوسرے درجہ میں مشغول ہونے کے سبب پہلے درجہ کی باتوں میں سے کوئی ضروری بات چھوٹ جاوے۔ یا اون میں کسی قسم کا نقصان پڑ جاوے تو پھر اس دوسرے درجہ میں مشغول ہونا منع اور ناجائز ہوگا۔ جیسے بعض جاہل کرتے ہیں کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر درویشی کا دم بھرتے ہیں *

لہ اس درجہ کا نام ولایت عامہ ہے اور یہ درجہ ولایت کا ہر مسلمان متقی کو حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲ لطف

عہ اس درجہ کا نام ولایت خاصہ ہے اور یہ درجہ ولایت کا صرف بزرگوں ہی کو حاصل ہوتا ہے۔ ۱۲

سہ اسی کو نسبت کہتے ہیں۔ ۱۲

یک سبد پُرنانِ ترا بر فرقِ سر　　　　تو ہمی جوئی لبِ ناں دربدر

تا بزانوئی میانِ جوئے آب　　　　وز عطش وز جوع گشتستی خراب

معنی ان شعروں کے یہ ہیں کہ ایک ٹوکرا روٹیوں سے بھرا ہوا تیرے سر پر رکھا ہوا ہے۔ اور تیرا حال یہ ہے کہ تو ایک ایک ٹکڑا روٹی کا در در مانگتا پھرتا ہے۔ اور گھٹنے تک تو پانی کی نہر میں کھڑا ہے۔ مگر تیرا حال یہ ہے کہ بھوک اور پیاس سے تباہ ہو رہا ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ یہ بات آسان طریقہ سے بتلا دی جائے کہ فقیری کا راستہ کیا ہے۔ اور فقیری میں کس بات کا حاصل ہونا مقصود ہے۔ اس کتاب کے لکھنے سے پہلے بھی بعض صاحبوں نے اس کی فرمایش کی تھی۔ مگر اُس وقت یہ صورت جو اس کتاب کی ہے۔ میرے خیال میں نہ آئی تھی۔ اس لئے عذر کر دیا گیا۔ اب اُس کے لکھنے کا وقت آ گیا۔ ان باتوں کو میں نے جہاں سے لیا ہے وہ یہ ہیں۔ قرآن شریف۔ حدیث شریف۔ فقیری کے جو بڑے بڑے جاننے والے بزرگ گذرے ہیں۔ اُن کی جچی ہوئی باتیں۔ اپنے بزرگوں سے جو باتیں سُنیں۔ وہ باتیں جو اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالدیں اگرچہ اس ڈر سے کہ کتاب بڑی نہ ہو جاوے۔ ہر بات کی دلیل بیان نہیں کی۔ اب میں اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں کہ جیسا اس کتاب کا نام ہے جس کے معنی ہیں اللہ تک پہونچنے کا سیدھا راستہ اسی طرح اس کتاب کو اللہ تک پہونچنے کا سبب بنا دیں۔ یعنی جو اس کتاب پر عمل کرے اللہ تک پہونچ جاوے۔ اور مجھ آوارہ کو بھی اچھے ٹھکانے لگا دیں۔ اور یہ اللہ تعالےٰ کو کچھ مشکل نہیں ؛

ہدایت پہلی۔ فقیری اس کو کہتے ہیں کہ اپنے ظاہر اور باطن کو آراستہ کرے۔ ظاہر کو اُن عملوں سے جو جسم کے ظاہری اعضاء سے کئے جاتے ہیں۔ اور اُن کا کرنا ضروری ہے۔ جیسے

ے یعنی جب آدمی مقصود کو نہیں جانتا تو اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مقصود حاصل ہو گیا۔ مگر وہ سمجھتا ہے۔ کہ مقصود حاصل نہیں ہوا اس لئے پریشان ہوتا ہے۔ ۱۲ لطف رسول ؛

شاخ ہے (۴) کسی کامل پیر کے پاس کچھ دنوں تک رہا ہو۔ (۵) اوس کے زمانہ میں جو عالم اور درویش منصف مزاج ہوں وہ اُس کو اچھا سمجھتے ہوں۔ (۶) عام لوگوں کی نسبت خاص لوگ یعنی جو لوگ سمجھ دار اور دیندار ہیں وہ اس کے زیادہ معتقد ہوں۔ (۷) اُس کے جو مرید ہیں اُن میں اکثر کا یہ حال ہو کہ شرع کے پابند ہوں اور دنیا کی طمع اُن کو نہ ہو (۸) وہ پیر اپنے مریدوں کی تعلیم جی سے کرتا ہو اور چاہتا ہو کہ یہ درست ہو جاویں اور اگر مریدوں کی کوئی بُری بات دیکھتا یا سُنتا ہو تو اُن کو روک ٹوک کرتا ہو یہ نہ ہو کہ ہر ایک کو اوس کی مرضی پر چھوڑ دے (۹) اوس کے پاس چند روز بیٹھنے سے دنیا کی محبت میں کمی اور اللہ کی محبت میں زیادتی معلوم ہوتی ہو (۱۰) خود بھی وہ ذکر و شغل کرتا ہو۔ کیونکہ بدون عمل کے یا بدون عمل کے پختہ ارادہ کئے ہوئے تعلیم میں فائدہ نہیں ہوتا۔ جس شخص میں یہ نشانیاں موجود ہوں پھر یہ نہ دیکھے کہ اس سے کوئی کرامت بھی ہوتی ہے یا نہیں یا پوشیدہ یا آیندہ ہونے والی باتیں اس کو معلوم ہوتی ہیں یا نہیں۔ یا یہ جو دعا کرتا ہے وہ قبول ہو جاتی ہے یا نہیں یا یہ اپنی باطنی قوت سے کچھ کام کر دیتا ہے یا نہیں کیونکہ یہ باتیں پیر یا ولی کے لئے ہونا ضروری نہیں۔ اسی طرح یہ نہ دیکھے کہ اُس کی توجہ سے لوگ تڑپنے لگتے ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ بزرگی کے لئے ضروری نہیں۔ اصل میں اس قسم کا اثر نفس کے متعلق ہے۔ جو مشق کرنے سے بڑھ جاتا ہے۔ جو شخص پرہیزگار بھی نہیں بلکہ جو مسلمان بھی نہیں وہ بھی کر سکتا ہے۔ اور اس توجہ دینے سے کچھ زیادہ نفع بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ توجہ کا اثر باقی نہیں رہا کرتا۔ بس توجہ کا اتنا فائدہ ہے کہ جو مرید ایسا ہو کہ اُس میں ذکر کا اثر بالکل پیدا نہ ہوتا ہو اُس کو اگر پیر چند روز تک توجہ دے تو اُس میں توجہ دینے سے ذکر کا اثر ہونے لگتا ہے۔ یہ نہیں کہ خواہ مخواہ لوٹ پوٹ ہی ہو جاوے ۔

ہدایت چوتھی جب پیر کامل ملجاوے اور اوس سے مرید ہونے کا ارادہ کرے تو پہلے یہ

ہدایت دوسری طریقۂ درویشی میں قدم رکھنے کا یہ ہے کہ پہلے سب گناہوں سے پوری طرح توبہ کرے۔ اور اگر کوئی عبادت جو اس کے ذمہ واجب تھی جیسے نماز۔ روزہ وغیرہ چھوٹ گئی ہو تو اس کو قضا کرنا شروع کردے۔ اور اگر اس کے ذمہ لوگوں کے کچھ حق ہوں تو اُن کے ادا کرنے کی فکر میں لگ جاوے۔ یا حق والوں سے معاف کرائے۔ کیونکہ بدوں اس کے کہ حق والوں کے حق سے ہلکا ہو اگر عمر بھر بھی محنت ومشقت کرے گا ہرگز ہرگز اللہ تک نہ پہنچیگا پھر توبہ کرنے کے ساتھ یہ بھی ارادہ رکھے کہ اللہ ورسول کا حکم ماننے میں چاہے جتنی اپنے کو تکلیف ہو اور چاہے جتنا بڑا مال کا یا جان کا نقصان ہوجاوے۔ اور چاہے کوئی دنیوی فائدہ جاتا رہے۔ اور چاہے جتنی لوگ ملامت کریں۔ سب گوارہ کریں گے۔ مگر اللہ ورسول کی فرمانبرداری نہ چھوڑیں گے۔ اگر اتنی ہمت نہیں ہے تو وہ اللہ کا طالب نہیں۔ اللہ کے طالب کی تو یہ حالت ہوتی ہے ؎

اے دل آں بہ کہ خراب از مئے گلگوں باشی ۔۔۔ بے زر وگنج بصد حشمتِ قارون باشی

در رہِ منزلِ لیلیٰ کہ خطرہاست بجان ۔۔۔ شرطِ اول قدم آنست کہ مجنون باشی

مطلب ان شعروں کا یہ ہے کہ اے دل مصلحت یہ ہے کہ شرابِ محبت پی کر بیخود ہوجائے اور بے روپے پیسے کے قارون کی برابر امیر ہو کر رہے اور محبوب کے راستہ میں جس میں جان کے بڑے بڑے خطرے ہیں اوس میں قدم رکھنے کی سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ تو دیوانہ ہوجاوے جب گناہوں سے پوری طرح توبہ کرے اور یہ پکا ارادہ ہوجائے کہ اب اللہ ورسول کی فرمانبرداری نہ چھوڑیں گے تو اُس وقت دین کا علم ضرورت کے موافق سیکھے اور طریقہ علم دین سیکھنے کا پہلی ہدایت میں بیان ہوچکا ہے پھر پیر کامل کی تلاش میں لگے۔ جس کی پہچان آگے آتی ہے

ہدایت تیسری پیرِ کامل وہ ہے جس میں یہ باتیں موجود ہوں (۱) ضرورت کے موافق دین کا علم اُس کو ہو۔ (۲) عقیدے اور عمل اور عادتیں اوس کی شرع کے موافق ہوں (۳) دنیا کی حرص نہ رکھتا ہوا۔ کامل ہونے کا دعوےٰ نہ کرتا ہو کہ یہ بھی دنیا کی ایک

اگرچہ بہت عمدہ چیز ہیں۔ مگر مقصود نہیں۔ مقصود وہی چیز ہو سکتی ہے۔ جس کا حاصل کرنا اختیار میں ہو۔ غور کرنے سے معلوم ہوا کہ اس قسم کی خواہشوں میں نفس کا چھپا ہوا مکر ہے وہ یہ کہ نفس آرام اور مزہ اور ناموری کو چاہتا ہے۔ ان کیفیتوں میں یہ سب باتیں حاصل ہیں جو شخص اللہ کی رضامندی کا طالب ہو گا۔ جس کے متعلق آگے بیان آتا ہے کہ درویشی سے مقصود ہی اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے۔ ایسے شخص کو ان خواہشوں سے کیا تعلق وہ تو اپنی حالت ایسی رکھے گا جیسے گویا یوں کہہ رہا ہے ؎

فراق و وصل چہ باشد رضائے دوست طلب

کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

یعنی جس کو تم فراق سمجھتے ہو اور جس کو وصال سمجھتے ہو یہ دونوں برابر ہیں۔ اصل چیز اوس کی رضامندی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے اللہ کے سوا دوسری چیز چاہنا افسوس کے قابل بات ہے ؎

روزہا گر رفت گو رو باک نیست

تو بمان اے آنکہ چوں تو پاک نیست

یعنی کیفیتیں اور حالات اگر جاتے رہے تو کوئی افسوس کی بات نہیں اللہ کا تعلق رہنا چاہئے جس کے برابر کوئی چیز پاک نہیں ؎

بس زبون وسوسہ باشی دلا

گر طرب را باز دانی از بلا

یعنی اے دل تو ابھی خیال فاسد ہی میں مغلوب ہے۔ اگر تو راحت اور مصیبت میں فرق سمجھے۔ پھر یہ کہ ایسا شخص دو قسم کی خرابیوں میں مبتلا ہو جاتا ہے کیونکہ یہ کیفیتیں یا حاصل ہوں گی یا نہ ہوں گی۔ اگر حاصل ہو گئیں تب تو بوجہ اس کے کہ یہ شخص اسی کو درویشی سمجھتا تھا۔ اپنے کو کامل سمجھنے لگتا ہے۔ اور ان ہی کیفیات پر بس کر کے پرہیزگاری

سمجھ لے کہ مرید ہونے سے غرض کیا ہے۔ کیونکہ مرید ہونے میں لوگوں کی بہت سی غرضیں ہوتی ہیں۔ کوئی تو یہ چاہتا ہے کہ ہم کرامت والے ہو جاویں اور ہم کو کشف سے وہ باتیں معلوم ہونے لگیں جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں۔ سو تیسری ہدایت میں ابھی تم کو معلوم ہو چکا ہے کہ خود پیری میں یہ ہونا ضروری نہیں کہ اس سے کرامتیں ہوں یا اس کو کشف سے ایسی باتیں معلوم ہو جایا کریں۔ جو اوروں کو معلوم نہیں ہوتی ہیں تو بیچارہ مرید اس کی کیا ہوس کرے گا۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ مرید ہونے سے پیر صاحب بخشش کے ذمہ دار ہو جاویں گے۔ قیامت میں دوزخ میں نہ جانے دیں گے۔ خواہ کیسے ہی بُرے کام کرتے رہو یہ بھی محض غلط ہے۔ خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار اے فاطمہ اپنے کو دوزخ سے بچاؤ۔ یعنی عمل کرو۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ پیر صاحب ایک نگاہ میں کامل کر دیں گے۔ ہم کو نہ محنت کرنا پڑے گی نہ گناہ چھوڑنے کا ارادہ کرنا پڑے گا۔ اگر اسی طرح کام بنجاتا تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کچھ بھی نہ کرنا پڑتا۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کون زیادہ کامل ہوگا گو کہیں بطور کرامت کے ایسا بھی ہو گیا ہے۔ کہ کسی بزرگ نے ایک نگاہ میں کامل کر دیا۔ لیکن کرامت کے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہمیشہ ہوا کرے اور نہ یہ ضروری ہے کہ ہر ولی سے کرامت ہوا کرے۔ اس بھروسہ پر رہنا بڑی غلطی کی بات ہے۔ کوئی یہ چاہتا ہے کہ خوب جوش و خروش و شورش و مستی پیدا ہو خوب نعرے لگایا کریں۔ گناہ آپ سے آپ چھوٹ جاویں گناہ کی خواہش ہی مٹ جاوے نیک کاموں کا ارادہ ہی نہ کرنا پڑے۔ آپ سے آپ ہو جایا کریں۔ دل کے وسوسے اور خطرے سب مٹ جاویں۔ بس ایک بے خبری کی کیفیت رہا کرے۔ یہ خیال پہلے سب خیالوں سے اچھا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن سبب اس کا بھی ناواقفیت ہے یہ سب باتیں کیفیات اور حالات کہلاتی ہیں اور حالات کا پیدا ہونا آدمی کے اختیار سے باہر ہے اور حالات

ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد کافروں کو غیب کی بہت سی باتیں معلوم ہو جاویں گی تو جو بات کافر
کو بھی معلوم ہو جاوے۔ اور اگر وہ بات حاصل ہو گئی تو کیا کمال ہو گیا۔ جب یہ بات معلوم
ہو گئی کہ جتنی باتیں مذکور ہوئیں مقصود درویشی سے اُن میں سے کسی کا حاصل ہونا بھی
نہیں۔ اس لئے ان سب خیالوں کو دل سے نکالکر اصلی غرض اور مقصود درویشی سے
اللہ تعالیٰ کی رضامندی کو سمجھے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب حکموں کو بجالاوے
اور ذکر پابندی سے کرے۔ پیر یہی بتلاتا ہے۔ اور مرید اسی پر عمل[ف۱] کرتا ہے اگرچہ کوئی

ف۱ اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ جتنے دین کے کام ہیں۔ سب سے غرض اور مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ خوش ہو۔ اور دوزخ سے نجات ہو اور جنت نصیب ہو پھر بھی کوئی یہ نہیں کہتا کہ چاہے کوئی فائدہ حاصل ہو یا نہ ہو مقصود تو رضاء الٰہی ہے وہ آخرت میں حاصل ہو گی مثلاً علم پڑھنے سے غرض یہی ہے کہ اللہ کی رضامندی حاصل ہو کوئی دنیوی فائدہ مقصود نہیں لیکن اگر کتاب سمجھ میں نہ آوے اور لیاقت نہ پیدا ہو تو طالب علم سے یہ نہیں کہا جاتا کہ مقصود تو رضاء الٰہی ہے چاہے کتاب سمجھ میں آوے چاہے نہ آوے لیاقت پیدا ہو یا نہ ہو آخرت میں اسکا ثمرہ ضرور ملیگا یعنی اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو گی۔ اسی طرح مقصود درویشی سے یہ ہے کہ دنیا کی محبت دل سے دور ہو اور اللہ کی یاد دل میں پیدا ہو اور اللہ کی یاد حاصل کرنے سے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل ہو جنت نصیب ہو دوزخ سے نجات ہو تو یہ کیسے کہنا صحیح ہے کہ اگرچہ کوئی کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے زعم میں حاصل ہو تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہے ظاہر ہو گا الخ جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ اس عبارت کا یہ مطلب نہیں کہ غفلت چاہے دور ہو چاہے دور نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کی یاد جس کو صوفی لوگ نسبت کہتے ہیں چاہے حاصل ہو چاہے حاصل نہ ہو مگر سمجھے کہ مقصود حاصل ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اللہ کی یاد حاصل ہونیکے بعد امور مذکورہ میں سے کسی امر کو مقصود نہ سمجھے بلکہ اللہ کی یاد وغیرہ سے اللہ کی رضامندی کو مقصود جانے جس طرح علم سے مقصود رضامندی اللہ کی ہے کوئی اور چیز دنیوی کا حاصل ہونا مقصود نہیں کیونکہ اللہ کی یاد کا حاصل کرنا تو خود درویشی کا ایک جزو ہے جیساکہ شروع کتاب میں کہا گیا ہے اور دوسرا درجہ یہ ہے کہ ان مذکورہ باتوں کے ساتھ نفل عبادتوں میں اور ہر دم خدا کی یاد میں بھی رہے کسی دم غافل نہ ہو اور آگے چھٹی ہدایت میں آویگا اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنے سے دل میں یکسوئی پیدا نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے اور اسی ہدایت میں ہے کہ جب تک اس شخص کو جس کا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کے ساتھ نسبت باطنی حاصل نہ ہو جاوے اسوقت تک لوگوں کو نفع پہنچانے میں مشغول نہ ہو ان عبارتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مطلب نہیں جو شبہ کرنے والے نے سمجھا ہے۔ ۱۲ لطف
اور ان کیفیتوں کا حاصل نہ ہونا بعض کے اعتبار سے ہے ورنہ اکثر تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہی ہوتا ہے اور شاید ہی کوئی باوجود محنت و مشقت کے محروم رہتا ہو۔ چنانچہ اسی ہدایت میں ہے اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہو گا تو اس کے دل میں عجیب عجیب طرح کے علم اور معرفت کی باتیں جن کے بارہ میں مولانا رومی فرماتے ہیں پیدا ہونگی الخ قولہ اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں۔ ۱۲ لطف

اور عبادات سے بے فکر ہو جاتا ہے۔ اور عبادات کی ضرورت اپنے لئے نہیں سمجھتا ہے۔ یا کم سے کم عبادات کو بے قدر ضرور سمجھنے لگتا ہے۔ اور اگر حاصل نہ ہوئیں تو غم میں مرنے گھلنے لگتا ہے۔ اور کچھ اسی کی خصوصیت نہیں بلکہ جو شخص بھی ایسی باتوں کی خواہش کریگا جو اختیار سے باہر ہیں وہ غم اور پریشانی میں مبتلا رہے گا۔ کوئی سمجھتا ہے کہ پیر صاحب کے پاس عمل بڑے بڑے اچھے ہیں۔ جب ضرورت ہوگی ان سے تعویذ گنڈے لے لیا کریں گے۔ یا پیر صاحب کی دعا بہت قبول ہوتی ہے۔ مقدموں میں اور دنیا کی ضرورتوں میں ان سے دعا کرایا کریں گے۔ اور سب کام ہماری مرضی کے موافق ہو جایا کریں گے۔ گویا ساری خدائی پیر صاحب کے قبضہ میں ہے یا ہم ان سے ایسی چیز سیکھ لیں گے کہ ہم بھی برکت والے ہو جاویں گے کہ ہمارے دم کر دینے اور ہاتھ پھیر دینے سے بیمار اچھے ہو جاویں گے بلکہ ایسے لوگ بزرگی ان ہی عملوں کو اور ان کے اثر کو سمجھتے ہیں۔ چونکہ ان عملوں کو بزرگی سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ نیت بالکل دنیا ہی کا چاہنا ہے۔ اس لئے غلطی در غلطی ہے۔ کوئی یہ سمجھتا ہے کہ ذکر و شغل کرنے سے یہ فائدہ ہے کہ کچھ روشنی دکھائی پڑے گی یا کوئی آواز سنائی دیگی۔ یہ بھی بالکل غلط خیال اور ناسمجھی ہے۔ کیونکہ اول تو یہ ضروری نہیں کہ ذکر اور شغل کرنے سے روشنی معلوم ہو یا آواز سنائی دے۔ اور نہ ذکر و شغل کرنے سے روشنی وغیرہ کا دکھلائی پڑنا مقصود ہے۔ دوسرے ذکر و شغل میں جو روشنی نظر آوے یا جو رنگ دکھلائی دے یا جو آواز سنائی دے۔ بعض دفعہ یہ ذکر و شغل کرنے والے کے دماغ کا فعل ہوتا ہے۔ غیب کی کوئی چیز نہیں ہوتی۔ تیسرے اگر مان بھی لیا جاوے۔ کہ غیب کی چیز دکھلائی پڑی یا غیب کی آواز سنائی پڑی تو اس سے کیا فائدہ ہوا غیب کی چیز معلوم ہو جانے سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل نہیں ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی تو اس کی عبادت اور فرمانبرداری سے حاصل ہوتی ہے۔ بعض دفعہ شیطانوں کو فرشتے دکھلائی دیتے ہیں۔ مگر وہ شیطان کے شیطان ہی رہتے ہیں۔ اور یہ بات

حاصل ہوا اس سے یہ بھی سمجھ میں آگیا ہوگا کہ یہ طریقہ شریعت کے خلاف نہیں ہے پس
یہ جو جاہل لوگ کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور ہے اور مطلب اس کا یہ
لیتے ہیں کہ شریعت طریقت کے خلاف ہے۔ یہ بالکل غلط اور گمراہی ہے اور اگر کسی
معتبر بزرگ کی عبارت سے اس کا دھوکہ اور شبہہ ہوتا ہو تو سمجھ لینا چاہئے کہ اور ہونے
کے دو مطلب ہیں ایک مطلب تو اور ہونے کا یہ ہے کہ یہ چیزیں دو ہیں ایک نہیں۔ دوسرا
مطلب اور ہونے کا یہ ہوتا ہے کہ ایک چیز دوسری چیز کے خلاف ہے۔ جیسے کہ کہا جاوے
اسلام اور ہے اور کفر اور ہے اس کا یہ مطلب ہوگا کہ اسلام کفر کے اور کفر اسلام کے خلاف ہے
یعنی ایک چیز کو اگر اسلام کا قانون حرام بتلاتا ہے۔ تو مذہب کفر اس کو حلال کہتا ہے اور مذہب
کفر میں اگر ایک چیز حرام ہے تو اسلام میں وہ چیز حلال برخلاف اس کے اسلامی احکام جو
بہت سے ہیں وہ آپس میں ان معنی کے اعتبار سے الگ الگ نہیں۔ البتہ اس معنی کے اعتبار
سے الگ الگ ہیں کہ وہ سب احکام ایک نہیں بلکہ کئی ہیں۔ مثلاً نماز کے احکام اور ہیں۔
اور زکوٰۃ کے احکام اور ہیں لیکن ایسا نہیں ہے کہ ایک چیز کو نماز کے بیان میں جائز لکھا
ہو اور زکوۃ کے بیان میں ناجائز یا اس کا الٹا ہو کہ نماز کے بیان میں ایک چیز کو حرام لکھا
ہو اور زکوۃ کے بیان میں اس کو حلال کہا ہو پس شریعت اور طریقت کو اور کہنا یہ مطلب
لیکر کہ ایک دوسرے کے خلاف ہے یہ کہنا تو سراسر بددینی ہے اور گمراہی ہے جیسا کہ بعض
جاہل سمجھتے ہیں۔ کہ فلاں بات اگرچہ شریعت میں ناجائز ہے مگر فقیری میں جائز ہے نعوذ باللہ منہ
البتہ اور کہنا اس مطلب سے کہ شریعت اور طریقت دو چیزیں ہیں۔ یہ ایک صورت سے صحیح ہوسکتا
ہے۔ وہ یہ کہ شریعت خاص ان حکموں کو کہا جاوے جو بدن کے ظاہری اعضاء یعنی ہاتھ زبان
کان وغیرہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے نماز روزہ وغیرہ اور طریقت خاص ان حکموں کو کہا جاوے
جو دل سے تعلق رکھتے ہیں۔ جیسے صبر شکر توکل محبت آلہٰی تو اس صورت میں یہ طریقت کا اپنے
سمجھنے کے لئے ایک نیا نام ہوگا۔ اور ایسا نام رکھنے کا ہر شخص کو اختیار ہے یہ کوئی جھگڑے

کیفیت معلوم نہ ہو اور نہ کوئی کمال اس کے خیال میں حاصل ہو۔ تب بھی آخرت میں ذکر اور اللہ تعالےٰ کے حکموں کے بجالانے کا فائدہ کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی ہے ظاہر ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ کی رضامندی سے جنت میں داخل ہوگا۔ اللہ تعالےٰ کا دیدار نصیب ہوگا دوزخ سے بچے گا۔ اور حقیقت پیری مریدی کی یہی ہے۔ کہ پیر وعدہ کرتا ہے ذکر اور اللہ کے حکموں کو بتلانے کا اور مرید اقرار کرتا ہے کہ پیر جو بتلاوے گا۔ اوس پر عمل ضرور کریگا۔ اور اگرچہ پیر کی طرف سے یہ تعلیم اور مرید کی طرف سے پیر کے بتلائے ہوئے پر عمل بدون اس خاص طریقہ کے بھی ہوسکتا ہے کہ جس طریقہ سے مرید ہونے کا دستور ہے لیکن اس خاص طریقہ سے مرید ہونے میں یہ خاصیت ہے کہ پیر کی توجہ مرید پر زیادہ ہوجاتی ہے اور مرید کو پیر کا کہنا ماننے کا زیادہ خیال ہوجاتا ہے۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے۔ کہ ایک ہی پیر کرے اور اپنے پیر کو اوس زمانہ کے سب بزرگوں سے اچھا سمجھے اس کی مصلحت فقط یہی ہے کہ اس صورت میں دونوں طرف سے تعلق بڑھ جاتا ہے۔ رہا ہاتھ میں ہاتھ لینا یا کوئی کپڑا وغیرہ عورت کو پکڑا دینا۔ جبکہ وہ پاس ہو یہ بزرگوں کی ایک نیک رسم ہے اس اقرار کی مضبوطی کے واسطے جو کہ پیر اور مرید میں ہوتا ہے باقی یہ اقرار دونوں طرف سے بدون اس کے بھی ہوسکتا ہے۔ اسی وجہ سے جو شخص دور سے مرید ہونا چاہے اوس کو بدون ہاتھ پر ہاتھ رکھے مرید کرلیتے ہیں۔ اور حدیثوں سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہاتھ میں ہاتھ دینے کا طریقہ اچھا ہے۔ چنانچہ حدیث سے ثابت ہے کہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم جب بیعت فرماتے تھے تو مردوں کا ہاتھ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر بیعت فرماتے تھے۔ اور کپڑے وغیرہ کو پکڑا دینا یہ بجائے ہاتھ پکڑنے کے ہے +

ہدایت پانچویں۔ جب تم کو اچھی طرح معلوم ہوگیا کہ درویشی کا راستہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں کو پوری طرح سے بجالاوے اور فائدہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی رضامندی

رہے اور اگر اس کی نوبت نہ آوے تو دور ہی سے اوس کی تعلیم پر عمل کرے بلکہ اگر مرید ہونے کیلئے بھی پیر کی خدمت میں نہ پہنچ سکے تو جہاں ہو وہیں سے بذریعہ خط کے یا کسی معتبر آدمی کے واسطے سے مرید ہو سکتا ہے۔ حاضر ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور طریقہ تعلیم کا ہر پیر کا جدا ہے اون سب طریقوں کو اس کتاب میں لکھنے کی ضرورت نہیں نہ ہے ایک چھوٹا سا دستور العمل لکھے دیتا ہوں جو بوجہ اس کے کہ انتہا درجہ کا اوس میں نفع ہے اس قابل ہے کہ اُس کو عطر تصوف کہا جاوے اور یہ طریقہ بہت خاک چھان کر ہاتھ لگا ہے۔ اور اصلی سبب اس کتاب کے لکھنے کا اسی طریقہ کو بیان کرنا ہے۔

یہ دستور العمل سب راہ درویشی کے چلنے والوں کے لئے بھی ہے جبتک وہ اپنے پیر تک نہ پہنچیں۔ اور جو میرے دوست ہیں اُن کے لئے ہمیشہ کے عمل کرنے کے لئے ہے اور اللہ تعالیٰ سے قوی امید رکھتا ہوں کہ اس دستور العمل کے موافق عمل کرنیوالا محروم نہ رہیگا۔ پھر اگر کوئی شخص اس دستور العمل پر عمل کرے اور اوس کا پیر اسی دستور العمل کو پسند کرے اور اجازت دیدے تب تو قصہ آسان ہوا۔ اور اگر اس کے وظیفوں میں اور جو ذکر و شغل اس میں لکھے ہیں اُن میں کچھ کمی بیشی کرے یا اس کے علاوہ اور کچھ بتلاوے تو جیسا وہ کہے ویسا کرے۔ البتہ اس دستور العمل میں جو ضروری باتیں شرع کی لکھی ہوئی ہیں اُن میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی ہے وہ ویسی ہی رہیں گی۔ اب سمجھنا چاہئے کہ خلاصہ اس دستور العمل کا یہ ہے کہ اس راہ کا چلنے والا یا عامی ہے یعنی عالم نہیں یا عالم ہے اور ہر ایک ان میں سے یا کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق سے ادا کرنے سے بفکر ہوگا۔ یا بیوی بچوں کے حقوق کے ادا کرنے اور کمانے کی فکر میں لگا ہوگا۔ یہ کل چار قسمیں درویشی کی راہ چلنے والوں کی ہیں۔ ایک وہ عامی جو کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے سے بفکر ہے۔ دوسرا وہ عامی جو کہ کمانے اور بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنے کی فکر میں لگا ہوا ہے تیسرا وہ عالم جو دنیا کے کاموں سے خالی ہے۔ چوتھا وہ عالم جو روزگار کے کام میں

کی بات نہیں اب کنز و ہدایہ وغیرہ جو فقہ کی کتابیں ہیں اُن میں جو مسئلے لکھے ہیں اُن کو شریعت کے مسئلے اور احیاء العلوم اور عوارف المعارف وغیرہ جن میں درویشی کی باتیں لکھی ہیں اُن کو تصوف اور طریقت کے مسئلے کہنا صحیح ہوگا اور ان دونوں قسم کی کتابوں میں وہی فرق ہوگا جو نماز کے مسئلوں اور زکوٰۃ کے مسئلوں میں فرق ہے۔ سو اس معنی کے اعتبار سے شریعت و طریقت کے الگ الگ اور اور ہونے کا کسی کو انکار نہیں ہے۔ انکار تو اس بات کا ہے کہ طریقت کی باتیں شریعت کے حکموں کے خلاف مانی جائیں۔ اور اگر شریعت کے ایسے معنی لئے جاویں جس کے اعتبار سے اوس میں سب احکام داخل ہوں چنانچہ فقہ کے معنی عالموں نے ایسے ہی بیان کئے ہیں جو سب ظاہری اور باطنی حکموں میں شامل ہیں یعنی یہ کہا ہے کہ فقہ اُن سب باتوں کے جاننے کا نام ہے جن کے کرنے سے آخرت میں ثواب ہو یا عذاب اور طریقت اور تصوف کے ایک معنی کہے جاویں جس کا بیان ہدایت اول میں آچکا ہے کہ درویشی سب حکموں کو بجالانا ہے۔ چاہے ظاہری حکم ہوں مثل نماز روزہ کے اور چاہے باطنی حکم ہوں مثل صبر و شکر وغیرہ کے تو دونوں کو الگ الگ کہنا کسی طرح صحیح نہیں کیونکہ شریعت اور طریقت کے ایک ہی معنی ہونے صرف ایک چیز کے نام دو ہونگے۔ اور جس شخص نے یہ کہا ہے کہ ع

واکنز و ہدایہ نتواں یافت خدارا

یعنی کنز و ہدایہ فقہ کی کتابوں سے اللہ نہیں ملسکتا اوس کا کہنا اوس پہلے معنی کی بنا پر ہے کہ شریعت احکام ظاہری کو اور طریقت احکام باطنی کو جو دل سے متعلق ہیں اُن کو کہا جاوے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جو خدا کے احکام دل کی درستی کے لئے ہیں وہ ان کی کتابوں میں نہیں ہیں +

ہدایت چھٹی۔ جبکہ مرید موافق ہدایت چوتھی اور ہدایت پانچویں کے اپنی نیت درست کرے تو اوس کو چاہئے کہ اگر مرید ہونے کے بعد فرصت ملے تو چند دن اپنے پیر کے پاس

کی اجازت کے پیر کے یہاں نہ جاوے۔ اور جن دنوں میں حیض آوے، ان دنوں میں بھی وظیفوں کے وقت میں وضو کرکے وظیفے پڑھ لیا کرے۔ سوائے قرآن مجید کے کہ اوس کا پڑھنا اس حالت میں درست نہیں *

دستور العمل اُس شخص کا جو عالم نہ ہو اور دنیا کے کام سے بے فکر ہے۔

اس شخص کا دستور العمل وہی ہے جو پہلے شخص کے لئے بیان کیا گیا مگر اتنی باتیں اور زیادہ ہیں وہ یہ کہ اگر ہو سکے تو پیر کے پاس جا پڑے لیکن اپنے کھانے پینے کی فکر ایسے طریقے سے کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا بوجھ نہ پڑے اور اگر کوئی سامان ظاہری کھانے پینے کا نہ ہو تو اتنا ضرور ہونا چاہیئے کہ دوسرے کے بھروسہ پر نہ رہے یا تو کچھ مزدوری کر لے اور اگر ہمت ہو تو اللہ پر بھروسہ کرے۔ مل جاوے کھالے نہ ملے صبر کرے اور اگر پیر کے پاس نہ رہ سکے تو اپنے وطن میں رہے۔ خواہ گھر میں یا کسی مسجد میں مگر جہاں تک ہو سکے آدمیوں سے الگ رہے۔ کسی کے پاس زیادہ آوے جاوے نہیں جب تک کوئی دنیا یا دین کا کام نہ ہو میل جول نہ کرے۔ اور جب کسی ضرورت سے ملنا ہو تو زبان کا بہت خیال رکھے کوئی بات ایسی جو شرع میں منع ہو جیسے کسی کو پیٹھ پیچھے بُرا کہنا یا اور کوئی بات ایسی ہی مُنہ سے نہ نکلنے پاوے۔ لیکن نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اور تنہائی میں جو وقت ضروری کام اور راحت و آرام سے بچے اوس میں یا قرآن شریف کی تلاوت کرے اور مناجات مقبول پڑھے یا نفلیں یا درود شریف یا استغفار پڑھتا رہے۔ اور اگر کچھ پڑھا ہو تو تھوڑے وقت میں دین کی کتابیں بھی جو اردو فارسی میں ہیں کسی عالم کو دکھا کر دیکھا کرے لیکن جہاں سمجھ میں نہ آوے اپنی عقل سے اوس کا مطلب نہ بنالے کسی بڑے عالم سے پوچھ لے اور اگر اوس بستی میں کہیں طالب علم یا اللہ اللہ کرنے والے موجود ہوں تو ان کی خدمت کرنے میں اپنے وقت کا ایک بڑا حصہ خرچ کرے۔ اس سے دل میں نور بھی پیدا ہوتا ہے اور اپنی بڑائی بھی دل میں نہیں آتی۔ اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرے۔ باقی دونوں قسم

لگا ہوا ہے۔ ہر ایک کے لئے ایک ایک دستور العمل ہے +

دستور العمل اُس شخص کا جو عالم نہیں اور دنیا کے کام سے بے فکر نہیں ہے

یہ ہے کہ سب سے پہلے اپنے عقیدے ٹھیک کرے اور ضروری مسئلے سیکھے اور بہت اہتمام سے ان مسئلوں کی پابندی کرے۔ اور جو کسی نئے مسئلے کی ضرورت پڑے کسی عالم سے پوچھ لے۔ اور اگر پیر اوس کا عالم ہے تو وہ سب سے بہتر ہے۔ جو کچھ ضرورت ہو اوس سے پوچھ لے اور اگر ہو سکے تو تہجد اخیر رات میں پڑھے۔ ورنہ عشاء کے بعد ہی وتر سے پہلے کچھ نفلیں تہجد کی جگہ پڑھ لیا کرے۔ اور بعد پانچوں نمازوں کے اور اگر پانچوں نمازوں کے بعد چھٹی نہ ہو تو جن نمازوں کے بعد چھٹی ہو سبحان اللہ سو بار اور لا الہ الا اللہ سو بار اور اللہ اکبر سو بار اور سوتے وقت أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّي مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ سو بار پڑھا کرے اور ہر وقت اوٹھتے بیٹھتے درود شریف پڑھتا رہے۔ اس میں وضو اور کسی گنتی کی ضرورت نہیں ہے۔ وضو اور بے وضو ہر حال میں درود شریف پڑھا کرے لیکن تسبیح ہر وقت ہاتھ میں لئے نہ پھرے۔ اور اگر قرآن پڑھا ہوا ہو تو روزانہ کسی قدر قرآن شریف کی تلاوت بھی کر لیا کرے اور اس کتاب کے اخیر میں جو مردوں اور عورتوں کو نصیحتیں لکھی ہوئی ہیں اون کو کبھی کبھی دیکھ لیا کرے۔ اور ان پر عمل کرے اور کبھی کبھی اپنے پیر کے پاس یا اور کوئی بزرگ اگر ایسے موجود ہوں جو پرہیزگار ہوں اور عقیدے اُن کے اچھے ہوں اون کے پاس جا بیٹھا کرے۔ لیکن پیر کے پاس جانے میں اس کی پابندی نہ کرے کہ کچھ نہ کچھ لے کر ہی جانا چاہئے۔ یہ تکلف سچی محبت کے خلاف ہے۔ اور باقی جو وقت بچے بال بچوں کے لئے حلال روزی تلاش کرنے میں لگا رہے کہ بال بچوں کے لئے کمانا بھی عبادت ہے۔

اور اگر یہ عامی عورت ہے تو جو وقت بچے اوس میں گھر کا کاروبار خاصکر اپنے شوہر کی خدمت کرنا اُس کے لئے عبادت ہے اس کام میں لگی رہے۔ مگر عورت بدون اپنے شوہر

---

۱ یعنی بلا ضرورت لیکن اگر بدون تسبیح ہاتھ میں لئے ذکر کرنا یاد نہ رہے تو تسبیح لینے کا مضائقہ نہیں۔ ۱۲ منہ

رکھ یہ کام کیا ہو اور وہ اب بھی اس کو کرنے کو کہے تو کچھ حرج نہیں۔

دستور العمل خاص اوس عالم کا جو کام میں لگا ہوا نہ ہو

اگرچہ یہ فرصت چند ہی دنوں کی ہو جس کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہے۔ یہ ہے کہ تھوڑے دن اپنے پیر کے پاس رہ کر ذکر کریں اور ان کے لئے فقط اتنا ذکر کافی ہے کہ بعد تہجد کے بارہ تسبیح یعنی لا الٰہ الا اللہ دو سو بار اور الا اللہ چار سو بار اور اللہُ اللہ اس طرح کہ پہلے لفظ اللہ میں پیش ہو اور دوسرے لفظ اللہ میں جزم چھ سو بار اور فقط اللہ سو بار یہ تیرہ تسبیحیں ہوئیں مگر نام ان کا بارہ تسبیح ہے ان کو تھوڑی آواز اور ہلکی ضرب سے کریں لیکن یہ سمجھ لینا چاہئے کہ زور سے ذکر کرنا اور ضرب لگانا خود کوئی ثواب کی بات نہیں ہے ایسا اعتقاد کرنا گناہ ہے اور حدیث میں جو آیا ہے اِرْبَعُوا عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اِنَّکُمْ لَا تَدْعُوْنَ اَصَمَّ وَلَا غَائِبًا۔ یعنی نرمی کرو تم اپنی جانوں پر کیونکہ تم نہ بہرے کو پکارتے ہو اور نہ اس شخص کو جو دور ہے یہ ممانعت میرے نزدیک اوسی صورت میں ہے۔ جب ذکر زور سے اسی اعتقاد سے کرے۔ اور بعض عالموں نے اس حدیث کا مطلب یہ کہا ہے کہ اتنا چلا کر ذکر نہ کرے جس سے لوگوں کو تکلیف پہونچے مثلاً سونے والے پریشان ہوں۔ اور امام ابو حنیفہ نے جو زور سے ذکر کرنے کو منع کیا ہے اوس کی بھی یہی وجہیں ہیں جو بیان ہوئیں۔ ورنہ زور سے ذکر کرنا جائز ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نماز ختم ہونے کی یہ علامت تھی کہ لوگ زور زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے تھے اور حدیث کی کتابوں میں وتر کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْقُدُّوْسِ کہتے وقت آواز بلند کرنے کی حدیث موجود ہے اور فائدہ زور سے ذکر کرنے میں یہ ہے کہ اس میں وسوسے اور خیالات کم آتے ہیں کیونکہ اپنی آواز جو کان میں آتی رہتی ہے دل آسانی سے اُدھر متوجہ رہ سکتا ہے سو یہ فائدہ تھوڑی سی آواز سے ذکر کرنے میں بھی حاصل ہے۔ اسی طرح ضرب لگانے

یعنی ذکر تو ثواب کی بات ہے مگر یہ قید کہ زور سے ہو اور ضرب سے ہو یہ کوئی ثواب نہیں۔ ۱۲ منہ

کے آدمیوں کو جو کہ عالم نہ ہوں کوئی شغل نہ بتلانا چاہئے کیونکہ اس میں بہت سی ایسی باتیں پیدا ہوتی ہیں کہ اون سے خرابی کا ڈر ہے اور اُن کی سہار عالم کے سوا دوسرا آدمی نہیں کرسکتا ہے۔ البتہ اگر اوس میں شوق دیکھے اور قابل اُس کے سمجھے تو ذکر اللہ اللہ کا تین ہزار سے چھ ہزار مرتبہ تک تنہائی میں بیٹھ کر پڑھنے کو بتلاوے۔ مگر آواز اور ضرب کے ساتھ نہ ہو۔ چپکے چپکے پڑھے۔ اس سے زیادہ مناسب نہیں۔ باقی دوسرے وظیفے اور نفلیں جس قدر جی چاہے پڑھے البتہ اگر وہ شخص جو عالم نہیں ہے عالموں کی صحبت میں رہنے سے مثل عالموں کے سمجھدار ہو گیا ہو وہ عالم کے مثل ہے اوس کو شغل بتلانے میں کچھ حرج نہیں

دستور العمل اوس عالم کا جو دینی یا دنیوی کام میں لگا ہو

یہ ہے کہ جو وقت فرصت کا ہو اور دل فکر سے خالی ہو اور پیٹ نہ بھرا ہو نہ بھوک لگی ہو ایسے وقت کو مقرر کرکے اوس میں بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار مرتبہ تک جتنا ہو سکے تنہائی میں بیٹھکر اللہ اللہ وضو کے ساتھ ہلکی آواز اور ہلکی ضرب کے ساتھ دل کو ذکر کی طرف لگا کر پڑھا کریں۔ اور تہجد کی پابندی کریں اور کسی وقت قرآن شریف کی تلاوت اور مناجات مقبول عربی یعنی قربات عند اللہ وصلوٰۃ الرسول کی ایک منزل روزانہ ہمیشہ پڑھا کریں۔ اور اگر مدرس ہیں تو بہتر ورنہ تھوڑا وقت علم دین پڑھنے والوں کے پڑھانے میں ضرور صرف کیا کریں اور کبھی کبھی جب ضرورت دیکھیں یا سننے والے شوق ظاہر کریں ضروری مسئلوں کا وعظ بیان کر دیا کریں مگر وعظ میں جو باتیں ضروری نہ ہوں اُن کو بیان نہ کریں اور جو ضروری بات ہو اور عام لوگ اوس سے بھڑکتے ہوں اوس کو نہ تو گول گول کہیں اور نہ سختی سے کہیں بلکہ صاف صاف کہیں لیکن نرمی کے ساتھ کہیں۔ اور وعظ کا عوض نہ لیں نہ عام لوگوں کے زیادہ پیچھے پڑیں نہ اون کو سخت کہیں کہ اس سے خواہ مخواہ عداوت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور احیاء العلوم اور جو ایسی کتاب ہو دیکھا کریں۔ لیکن اپنے پیر سے دور رہکر شغل نہ کریں البتہ اگر تھوڑے دن پیر کے پاس

میں بھی ضرب تو اسی طرح لگاوے اور بدن کو حرکت دینا اس سے بھی کم کافی ہے یہ سارا
بیان بارہ تسبیح کا ہوا پھر ذکر بارہ تسبیح کرنے کے بعد اگر نیند کا زور ہو تو ذرا سو رہے اور اگر
نیند نہ آوے تو اس کو اختیار رہے چاہے ان بارہ تسبیح کے ذکروں میں سے کسی ذکر کو اور زیادہ
کرے یا کچھ نہ کرے خالی رہے۔ پھر بعد نماز صبح کے قرآن شریف کی تلاوت کرے اور ایک
منزل مناجات مقبول پڑھے۔ اس کے بعد بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار بار تک جس قدر
آسانی سے ہو سکے اللہُ اللہْ^ف کا ذکر تھوڑی آواز اور اوسط درجہ کی ضرب سے تنہائی میں
بیٹھکر کرے اور دوپہر کو ذرا سو رہے بعد ظہر کے اسی طرح اللہ اللہ کا ذکر کرے بارہ ہزار
سے چوبیس ہزار تک جتنا آسانی سے عصر کی نماز تک ہو سکے اور عصر کی نماز کے بعد اگر پیر کو
کچھ کام نہ ہو تو پیر کے پاس بیٹھا رہے اور اگر پیر کے کام میں لگا ہو یا وہاں موجود نہ ہو یا اُس
کے دل میں زیادہ شوق پیر کے پاس بیٹھنے کا نہ ہو تو جنگل باغ نہر ندی وغیرہ کی سیر کو چلا
جاوے اگر پیر موجود ہو تو اُس سے پوچھ کر جاوے اور اس وقت جب سیر کیلئے جاوے
تو عام مسلمانوں کی قبروں اور اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت بھی کر لیا کرے پھر
بعد مغرب کے گھنٹہ آدھ گھنٹہ جب تک جی لگے موت کا اور موت کے بعد جو کچھ حساب کتاب
ہونے والا ہے اُس کا مراقبہ کرے اور مراقبہ موت کا یہ ہے کہ تنہائی میں بیٹھکر یہ سوچے
کہ مرنے کے بعد یہ یہ باتیں ہونگی۔ بلکہ ان باتوں کو یہ خیال کرے کہ گویا اسی وقت یہ سب
کچھ ہو رہا ہے۔ کثرت سے اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنے سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس مراقبہ
سے دنیا سے نفرت پیدا ہوگی یہی محبت اور نفرت اس کا کام بنا دینے کے لئے انشاء اللہ
تعالےٰ کافی ہوں گی اور باقی جو وقت بچے اُس میں چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے درود شریف
پڑھتا رہے یا اور جس ذکر میں جی لگتا ہو وہ ذکر کیا کرے۔ پاس انفاس جو مشہور ہے اُسکا
مطلب یہی ہے کہ کوئی دم اللہ کی یاد سے خالی نہ جاوے چاہے جونسا ذکر ہو اور جو طریقہ

ف یہ دو مرتبہ ہوا اور آخر میں دونوں جگہ ہ پر جزم ہے اور بارہ تسبیح میں جو اللہُ اللہْ ہے وہ دوہرے ضرب کا ذکر ہے دو مرتبہ کہا جاتا ہے اور ایک بار گنا جاتا ہے۔ ۱۲ لطف

میں بھی ثواب نہیں ہے۔ اس میں بھی طب کے قاعدہ سے ایک فائدہ ہے وہ یہ کہ ضرب سے جو کہ ایک سخت جھٹکا ہے۔ دل میں گرمی پیدا ہوتی ہے اور گرمی سے دل نرم ہوجاتا ہے اور دل کی نرمی سے ذکر کا اثر ہوتا ہے اور ذکر کے اثر سے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کا خیال اور اللہ کی محبت پیدا ہوتی ہے اور یہ دونوں دین میں مقصود ہیں پس ضرب خود دین میں مقصود نہیں بلکہ جو باتیں مقصود ہیں جیسے محبت وہ اُن کے حاصل ہونے کا ذریعہ ہے اور اُن کا ذریعہ بن جانے سے ذریعہ کے درجہ میں ضرب بھی مقصود ہوگئی لیکن بہت زور سے ضرب لگانے میں خفقان ہوجانے کا ڈر ہے۔ اس لئے اوسط درجہ کی ضرب لگاوے اور اس سے زیادہ نہ بڑھاوے۔ ایک اور بات قابل سمجھنے کے ہے وہ یہ کہ تصوف کی کتابوں میں ذکر کرتے وقت گردن دائیں اور بائیں طرف لیجانے کو لکھا ہے سو جان لینا چاہئے کہ پہلے زمانہ میں لوگ طاقت دار تھے اور دماغ اُن کے مضبوط تھے اس کی سہار کر لیتے تھے۔ بلکہ بوجہ طاقت دار ہونے کے بدون اس کے اُن میں ذکر کا اثر ہی نہیں ہوتا تھا۔ اس لئے اُن کو اس کی ضرورت تھی کہ گردن کو دائیں طرف لیجا کر ضرب لگاویں تاکہ زور سے ضرب لگے اور اب لوگ کمزور ہیں ہلکی ضرب سے بھی دل میں اثر پیدا ہوجاتا ہے اس لئے اب ایسا نہ کیا جاوے ورنہ دماغ کے خراب ہوجانے کا ڈر ہے بس اتنا ہی کافی ہو کہ لاالہ کہیا ؟ سارے بدن کو آہستہ آہستہ داہنی طرف ذرا جھکادیں اور الا اللہ کے ساتھ بائیں طرف لے آویں اور اتنی حرکت بھی صرف اس لئے ہے کہ بدن کو ایک حالت پر رکھنے سے جی تنگ ہونے لگتا ہے بدن کے اتنا ہلانے سے ذرا آسانی ہوجاتی ہے ورنہ ضرورت اس کی بھی نہیں ہے اور پھر ضرب لگانے کے وقت گردن کو جھٹکا دینے کی بھی ضرورت نہیں بس اتنا کافی ہے کہ ضرب لگانے کے وقت جہاں سے الا کا ہمزہ یعنی الف نکلتا ہے اُس پر ذرا آواز کا زور ڈال دیا جاوے چونکہ سینہ اُس آواز کے نکلنے کی جگہ سے یعنی حلق سے قریب ہے اوس پر زور ڈالنے سے سینہ تک اثر پہونچ جاویگا۔ اسی طرح باقی ذکروں

وقت پیر کے پاس ہونا ضروری ہے وہی ان حالات کی حقیقت بیان کرتا ہے اور اگر حاجت ہوئی تو جو کچھ ذکر و شغل مرید کر رہا ہے اُس میں جو اُس کو مناسب ہوتا ہے تبدیلی کرتا ہے اور پیر کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں اُن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے جو مذکور ہوا اور دوسرے اور بھی فائدے ہیں جو اس ہدایت کے آخر میں بیان ہونگے۔

ان باتوں کے جاننے کو کشف آلٰہی کہتے ہیں باقی کشف کونی (یعنی پوشیدہ چیزوں کا حال معلوم ہوجانا یا جو بات آگے چلکر ہونے والی ہے اوس کا ظاہر ہوجانا) کشف آلٰہی کی برابر اُس میں لذت ہے اور نہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل ہونے میں اس کی برابر ہے موسیٰ علیہ السلام کشف آلٰہی میں زیادہ تھے اور خضر علیہ السلام کشف کونی میں پھر ظاہر ہے کہ کس کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے۔ رہی یہ بات کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بڑھا ہوا تھا تو اُن کو اللہ تعالیٰ نے خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا کیوں حکم فرمایا سو حضرت خضر علیہ السلام کے پاس بھیجنے سے اس بات کا سکھلانا منظور تھا کہ بات کرنے میں بے دھڑک منہ سے کوئی بات نہ نکال دیا کریں سوچ سمجھ کر بات کہا کریں کیونکہ اُن سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس وقت سب سے بڑا عالم کون ہے آپ نے فرمایا انا اعلم کہ سب سے بڑا عالم میں ہوں یہ آپ کا فرمانا اس اعتبار سے صحیح تھا کہ جو علم ضروری ہیں اُن کو سب سے زیادہ میں جانتا ہوں لیکن بات آپ نے ایسی کہی تھی جس سے سُننے والے کو دھوکا ہوسکتا تھا کہ ہر قسم کے علموں کے جاننے کا دعوےٰ ہے۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے آپ کو یہ بات دکھلادی کہ دیکھو کشف کونی میں حضرت خضر علیہ السلام تم سے زائد ہیں اگرچہ یہ کشف درجہ میں کشف آلٰہی کی برابر نہ ہو مگر پھر بھی بلاقید یہ کہنا تو غلط ٹھیرا کہ میں سب سے زیادہ جانتا ہوں۔ اس لئے بات کرنے میں یہ کہہ دینا چاہیئے تھا کہ کشف کونی میں سب سے زیادہ نہیں ہوں۔

اور جس کو کشف آلٰہی ہوتا ہو اگر اُس کے متعلق پیری مریدی کی خدمت اور مخلوق کے باطن کی اصلاح و درستی بھی ہوجائے تو وہ قطب الارشاد کہلاتا ہے اور کشف کونی وا لے

اس کا مشہور ہے خاص اسی طریقہ سے کرنا ضروری نہیں بلکہ وہ بھی ایک طریقہ ہے اُسکے طریقوں میں سے پھر اگر اس ذکر کرنے کے وقت دیکھے کہ یکسوئی پیدا ہوتی ہے اور دن بدن[ف] بڑھتی جاوے اور خیالات کم آویں اور جی ذکر میں لگا کرے تب تو میرے نزدیک شغل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیشہ پرہیزگاری کا خیال رکھنا اور یہ ذکر اور مراقبہ جس کا بیان ہوا ہمیشہ کرتے رہنا کافی ہے عمر بھر اسی کو کرتا رہے آخرت میں تو اس کا پھل یقیناً ملیگا اور اصلی وعدہ پھل ملنے کا آخرت ہی میں ہے لیکن دنیا میں بھی اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا تو اس کے دل میں عجیب عجیب طرح کے علم اور معرفت کی باتیں جن کے بارے میں مولانا رومی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بینی اندر خود علوم انبیاء

بے کتاب بے معید و اوستا

یعنی تو اپنے اندر بدون کتاب اور بدون تقریر دہرانے والے اور بدون اوستاد کے ایسے ایسے علم دیکھے گا جو نبیوں کو ملے تھے۔ (گو اُن ہی کے طفیل میں یہ ملیں گے) اور نئی نئی کیفیتیں پیدا ہوں گی۔ کبھی ذوق شوق ہے کبھی محبت[ف] و انس کی کیفیت ہے کبھی ہیبت ہے اور احکام شرعی کی حکمتیں ظاہر ہونگی اور اس کا برتاؤ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اللہ تعالےٰ کا برتاؤ اُس کے ساتھ دُرست ہوجاویگا اور جو بات اس سے ایسی واقع ہوگی کہ اوس پر ہوشیار کرنے کی ضرورت ہے اوس پر ہوشیار کردیا جاویگا اور معلوم ہوجایا کریگا کہ یہ بات مجھ سے اچھی واقع نہیں ہوئی۔ ان باتوں میں جو لذت ہے اُسکے سامنے سارے جہان کی بادشاہت بھی مٹی کی برابر ہے اور ان باتوں کو حالات کہتے ہیں چونکہ اول تو ہر شخص کو نئے حالات پیدا ہوتے ہیں اُن سب کا لکھنا مشکل ہے دوسرے بعض حالات یا اُن حالات کے متعلق علاج بہت نازک ہے اس لئے ان کا لکھنا ممکن نہیں ہے ایسے

ف یکسوئی کا پیدا ہونا کچھ کم نہیں یہ نسبت کا مقدمہ قریب ہے اور نسبت کی نسبت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں نسبت صوفیہ غنیمتے است عظمیٰ ۱۲ - ف درد نسبتی میں جو کیفیتیں پیدا ہوتی ہیں یہ ان کے نام ہیں - ۱۲ لطف

اور اول اول اللہ تعالےٰ کی طرف توجہ کرنا دشوار تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ دکھلائی نہیں دیتے۔ اس بیان سے تمہاری سمجھ میں آگیا ہوگا کہ شغل خود مقصود نہیں ہے۔ البتہ مقصود حاصل ہونے کا ذریعہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یاد ہر دم رہنے میں اس سے مدد ملتی ہے جیسا کہ بیان ہوا اس لئے اس کو بدعت نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ جس بات کے حاصل کرنے کا شرع میں حکم ہے شغل اس کا ذریعہ ہے۔ بلکہ غور کرنے سے شغل کی اصلیت حدیث سے بھی نکلتی ہے۔ چنانچہ نماز میں سجدہ کی جگہ پر نگاہ رکھنا سنّت ہے اور فائدہ اس میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ ایک جگہ نگاہ رکھنے سے خیالات نہیں آتے ہیں۔ نماز کی طرف توجہ رہتی ہے۔ واللہ اعلم۔ اور جس طرح یہ آواز دماغ میں پیدا ہوتی ہے اسی طرح اور اشغال میں اور کبھی کبھی ذکر میں بھی طرح طرح کے رنگ کے نور جو نظر آنے لگتے ہیں وہ بھی اکثر دماغ ہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ چنانچہ جو شغل نہ کرتا ہو اگر اسی طرح سے آنکھیں بند کرکے دیکھے تو اس کو طرح طرح کے رنگ نظر آیا کرتے ہیں اس سے کبھی دھوکا نہ کھاوے اور ان چیزوں کی طرف ذرا توجہ نہ کرے۔ بلکہ اس سے بڑھکر غیب کی چیزیں بھی نظر آجاویں چنانچہ بعض اوقات جب یکسوئی حاصل ہوجاتی ہے ایسا بھی ہوجاتا ہے۔ تب بھی ذرا اوس طرف متوجہ نہ ہو نہ اس سے لذت لیوے۔ خواہ وہ چیزیں جو نظر آئی ہیں عالم دنیا کی ہوں یا عالم غیب کی کیونکہ یہ سب غیر اللہ ہیں بلکہ مطابق ارشاد حضرت پیر و مرشد علیہ الرحمۃ دنیا کی چیزوں سے قلب کا تعلق ہونا اللہ تعالیٰ سے اتنا دور نہیں کرتا۔ جتنا کہ عالم غیب کی چیزوں سے قلب کا تعلق ہونا اللہ تعالیٰ سے دور کرتا ہے جو شخص اللہ کا طالب ہو اس کو چاہیئے کہ ان سب کو دل سے نکال پھینکے اور ان شعروں کا مطلب خیال میں رکھنا چاہیئے ؎

عشق آں شعلہ ست کو چوں بر فروخت ... ہر چہ جز معشوق باشد جملہ سوخت

ف کیونکہ دنیا کی چیزوں میں دل کے پھنس جانے کو آدمی برا سمجھتا ہے اور غیب کی چیزوں کو مانع نہیں سمجھتا دنیز غیب کی چیزیں عجیب و غریب ہونے کے سبب دل کا تعلق ان سے زیادہ ہوتا ہے اس لئے دل چھڑانا مشکل ہے ۱۲ لطف

کے متعلق اگر خلق کی دنیوی اصلاح و درستی ہو جاوے تو وہ قطب التکوین کہلاتا ہے اور اگر ایک مدت تک ذکر کرنے سے دل میں یکسوئی پیدا نہ ہو تو مناسب ہے کہ کوئی شغل بھی کر لیا جاوے اشغال بہت ہیں میرے نزدیک زیادہ نفع بخش اور آسان شغل انحد ہے اور اچھا وقت اس کا اخیر رات ہے بارہ تسبیح کے بعد لیکن دم روک کر نہ کرے۔ آج کل اکثر اس سے دل و دماغ دونوں کمزور ہو جاتے ہیں فقط آنکھیں بند کرے اور کانوں میں کلمہ کی انگلی دیکر ذرا زور سے بند کرے۔ اس سے کان میں ایک آواز ایسی پیدا ہوگی جس کی کوئی حد اور انتہا نہ معلوم ہو گی۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ اس شغل کو انحد[۵] اسی وجہ سے کہتے ہیں کیوں کہ انّ کے معنی ہندی زبان میں نہیں کے ہیں پس معنی انحد کے بیحد ہوئے اور اس آواز کی طرف دل سے دھیان رکھے اور زبان سے یا دل سے اللہ اللہ کہتا رہے تاکہ اتنا وقت غفلت میں نہ گزرے اس لئے کہ اس آواز کا دھیان رکھنا ذکر نہیں ہے کیونکہ یہ آواز نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کی صفت تو ہے نہیں جیسا کہ بعض لوگوں کو دھوکا ہو گیا ہے۔ بلکہ عالم غیب میں سے کسی مخلوق کی بھی آواز نہیں۔ صرف اسی شخص کے دماغ میں ہوا بند ہونے سے یہ آواز پیدا ہو گئی ہے باوجود اس کے پھر اوس کی طرف توجہ اس لئے کی جاتی ہے کہ وہ حواس سے معلوم ہوتی ہے اور اوس کے سننے میں لذت آتی ہے بلکہ بعض دفعہ اس شغل میں ایسی آوازیں پیدا ہوتی ہیں کہ دل بے قابو ہو جاتا ہے۔ اور شغل کرنے والا بے خود ہو جاتا ہے اور قاعدہ کی بات ہے کہ جو چیز حواس مثلاً کان آنکھ وغیرہ سے معلوم ہو اور اُس میں لذت بھی ہو اُس کی طرف متوجہ ہونے سے اور خیالات جاتے رہتے ہیں تو اس سے عادت پڑ جاتی ہے ایک طرف متوجہ رہنے کی پھر جب ایک طرف توجہ کرنے کی عادت ہو جاتی ہے تو پھر اس شغل کو چھڑا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنے کا حکم کیا جاتا ہے

[۵] یہ اول تخمین سے لکھدیا تھا پھر تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ لفظ اصل میں اناہد ہے جس کے معنی ہندی میں قدیم کے ہیں یہ شغل ماخوذ ہے شاغلان ہند سے انکا اعتقاد اس صورت کے متعلق قدیم ہونیکا تھا اسی نام میں تغیر ہو کر انحد مشہور ہو گیا لیکن یہ اعتقاد باطل ہے ۱۲ منہ

توجہ کے ساتھ کرتا رہے۔ خواہ درود شریف پڑھا کرے اور میرے نزدیک یہ سب سے بہتر ہے۔ خواہ استغفار پڑھے خواہ کلمہ طیبہ خواہ اور کچھ جس میں دل لگے اور ان اوقات میں دل سے ذکر کرنے پر بس نہ کرے۔ کیونکہ اس میں اکثر یہ دھوکا ہو جاتا ہے کہ آدمی کو یہ خیال نہیں رہتا۔ کہ اس وقت دل میں اللہ کی یاد نہیں رہی اور اس سے بڑھ کر کبھی یہ دھوکا ہوتا ہے کہ اللہ کی بھول کو آدمی یوں سمجھ بیٹھتا ہے کہ میں اللہ کی یاد میں بالکل غرق ہو گیا ہوں۔ اور دو چیزوں سے بچنے کا ہر وقت خیال رکھے ایک یہ کہ کسی دم اللہ کی یاد دل سے دور نہ ہونے پاوے جس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر وقت ذکر کرتا رہے۔ دوسرے گناہ سے بہت بچے خواہ چھوٹا گناہ ہو یا بڑا دل سے ہو یا زبان سے یا ہاتھ پاؤں آنکھ کان سے اللہ کی یاد نہ رہنے سے دل کا نور جاتا رہتا ہے۔ اور گناہ سے دل کا نور بھی جاتا رہتا ہے اور اللہ سے دوری بھی ہو جاتی ہے اور یہ بڑا نقصان ہے اور اگر اتفاقاً کبھی خیال نہ رہنے کی وجہ سے یا نفس کی شرارت سے کوئی گناہ ہو جاوے تو فوراً نہایت شرمندگی اور عاجزی کے ساتھ توبہ کرے اور اللہ تعالےٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگے۔ خاصکر بعض گناہوں سے تو اس راہ میں بہت ہی نقصان ہوتا ہے ایک ریا یعنی لوگوں کے دکھلانے کی نیت سے کوئی عمل کرنا۔ دوسرے تکبر یعنی اپنے کو بڑا سمجھنا جب آدمی میں تکبر ہوتا ہے تو اس سے کبھی آدمی فخر کرنے لگتا ہے اور کبھی بڑائی کا گمان ہو جاتا ہے خواہ دنیوی کمال میں ہو یا دینی کمال میں۔ تیسرے زبان سے کسی کی غیبت یا شکایت کرنا یا کسی پر طعن یا اعتراض کرنا بلکہ اکثر بیکار اور بے ضرورت باتیں کرنے سے بھی دل کی نورانیت کو نقصان پہونچتا ہے اور اسی وجہ سے اس راہ میں قدم رکھنے والے کو لوگوں سے بے ضرورت میل جول نہ رکھنا چاہئے۔ چوتھے کسی نامحرم عورت یا لڑکے کی طرف شہوت سے نظر کرنا یا اوس کا خیال دل میں لانا۔ پانچویں بیجا یا حد سے زیادہ غصہ

ف بھول کو یاد اس لئے سمجھتا ہے کہ غیر خدا کا خیال جب نہیں پاتا تو اس کو اللہ کا خیال سمجھتا ہے۔ حالانکہ نہ وہ غیر کا خیال ہے نہ خدا کا بلکہ بالکل عدم خیال ہے۔ ۱۲ لطف

تیغ لا در قتل غیر حق براند | در نگر آخر کہ بعد لا چہ ماند
ماند الا اللہ و باقی جملہ رفت | مرحبا اے عشق شرکت سوز زفت

مطلب ان شعروں کا یہ ہے کہ عشق الٰہی کا شعلہ جب بھڑکتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں ہیں سب جل جاتی ہیں۔ یعنی سب کا خیال دل سے نکل جاتا ہے۔ اے اللہ کے طالب جو کچھ اللہ کے سوا ہے اُس کو لا کی تلوار سے قتل کر ڈال یعنی لا الہ الا اللہ جب تو کہے تو لا الہ کے وقت خیال کر کہ اللہ کے سوا جتنی چیزیں ہیں کوئی قابل محبت نہیں سب کو میں دل سے نکالتا ہوں۔ پھر غور کر کہ لا کے بعد کیا رہتا ہے یعنی لا الہ کہہ کر جب تو سب چیزوں کو دل سے مٹا دے گا تو الا اللہ کہنے کے وقت خیال کر کہ اب میرے دل میں کیا رہا ہے۔ ہم سے سن کہ صرف اللہ باقی رہ جاوے گا۔ اور سب گُم ہو جاویگا۔ مطلب یہ کہ لا الہ کہنے کے وقت سب چیزوں کی محبت اور خیال دل سے نکال ڈال اور الا اللہ کہنے کے وقت اللہ تعالےٰ کی محبت اور خیال کو دل میں جما تا کہ کسی چیز کا تعلق اور خیال اللہ تعالیٰ کے تعلق اور خیال کے سوا دل میں تیرے باقی نہ رہے۔ آگے عشق کی تعریف فرماتے ہیں کہ اے عشق شاباشی ہو تجھ کو کہ تو شرکت کا بالکل نیست و نابود کر دینے والا ہے۔ اور اگر اس کا پیر کامل کوئی اور مراقبہ یا شغل اُس کو بتلاوے جو اُس کے مناسب اُس کو معلوم ہو تو وہی مراقبہ اور شغل کرے لیکن خاص شغل تصوّر شیخ اور مراقبہ وحدت الوجود سے چونکہ اکثر علم والوں کو بھی ضرر ہوتا ہے اس لئے قابل ترک ہے۔ اس کو نہ کرنا چاہئے۔ ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا اللہ تعالیٰ نے جس وقت کہ شراب اور جوا حلال تھا۔ ان کی نسبت فرمایا ہے کہ اثمهما اكبر من نفعهما یعنی جو گناہ ان دونوں چیزوں میں ہے وہ زیادہ ہے اوس نفع سے جو اون میں ہے۔ اور اس ذکر و شغل سے جو وقت بچے اُس میں کچھ نہ کچھ ذکر زبان سے دل کی

---

۵ تصور شیخ میں یہ ضرر ہوتا ہے کہ پیر کی صورت کا کثرت سے خیال کرنے کی وجہ سے اس کی صورت کا دھیان بندھ جاتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ اس کی صورت نظر آنے لگتی ہے جس سے آدمی سمجھنے لگتا ہے کہ پیر مرید کے ساتھ رہتا ہے۔ اور اس کو سب خبر ہے اور وحدت الوجود کے شغل میں یہ ضرر ہے کہ آدمی مخلوقات کو عین حق سمجھنے لگتا ہے اور پھر حرام حلال میں فرق نہیں کرتا ہے۔ ۱۲۔ لطف

بجالانے میں واقع ہو یا کوئی بُرا وسوسہ آپ ہی آپ دل میں آوے اور اُس پر عمل نہ کرے تو اُس سے یہ نہ سمجھا جاوے گا کہ شریعت کے حکموں کی رغبت اور شریعت میں جو باتیں منع ہیں اُن سے نفرت نہیں پیدا ہوئی۔ اور یہی مرتبہ اللہ تعالےٰ کی یاد اور فرمانبرداری حاصل ہوجانے کا ہے۔ جس کو ہم نے علامت نسبت باطنی کے حاصل ہوجانے کی تبلایا ہے محبت الٰہی کہلاتا ہے۔ اور اگر نسبت باطنی حاصل ہوجانے کے ساتھ غیب سے بعض علم کی باتیں اور بھید کی باتیں بھی اس کے دل میں آنے لگیں تو یہ شخص عارف کہلاوے گا۔ اب بعد حاصل ہونے نسبت باطنی کے پڑھانے۔ وعظ کہنے۔ کتابیں تصنیف کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ علم دین کی خدمت کرنا سب عبادتوں سے بڑھکر ہے۔ اور اگر پیر اس کو مرید کرنے اور ذکر و شغل بتلانے کی بھی اجازت دیدے تو اللہ کے بندوں کو اس فائدہ کے پہونچانے میں بخیلی نہ کرے لیکن اپنے کو بڑا نہ سمجھے بلکہ خلق کا خدمت گزار اپنے کو سمجھے اور اگر پیر اجازت نہ دے تو ہرگز ایسی جرأت نہ کرے اور نہ اپنی طرف سے اجازت مانگے کیونکہ یہ ہوس ہے بڑائی کی۔ اور اگر پیر اجازت مانگنے سے اجازت بھی دے تو یہ رعایتی اجازت کام کی نہیں بلکہ بڑا بننے سے چھوٹا رہنا بہت اچھا ہے۔ البتہ پیر کا حکم ہوجانے کے بعد حکم نہ ماننا بھی مناسب نہیں کیونکہ اگر سب ایسا ہی کرتے تو سلسلہ ہی درویشی کا بند ہوجاتا لیکن مریدوں سے امید وار مال کا نہ رہے بلکہ اگر وہ کچھ نذرانہ بھی دیں تو مرید کرنے کے وقت تو بالکل قبول نہ کرے۔ کہ یہ صورت بدلہ لینے کی سی ہے اور دوسرے وقت اگر خوشی سے اور حلال آمدنی سے موافق اپنی آمدنی کے اتنا دیں جس کے دینے سے اُن کو پریشانی نہ ہو تو ایسی صورت میں ہدیہ قبول کرلینا سُنّت ہے۔ اور انکار کرنے میں مسلمان کی دل شکنی ہے اور اللہ کی ناشکری ہے اگرچہ وہ ہدیہ تھوڑا ہی ہو اور اگرچہ لوگوں کے سامنے دے۔ جب بھی لینے میں عار نہ کرے۔ کہ اس کا سبب بھی تکبر ہے۔ یہاں تک دستور العمل مذکور تمام ہوا اور اس دستور العمل کی عبارت اس وجہ سے ذرا لمبی ہوگئی کہ اس میں گفتگو علم والوں ہی سے ہے اون کی تسلی بدون تفصیلی بیان کے

کرنا یا بد خلقی اور سختی کے ساتھ کسی سے بات کرنا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ کی یاد دل میں نہ رہنے کی بھی بعض قسم خاص طور پر زیادہ نقصان کی چیز ہے یہ قسم وہ ہے جو دنیا کے تعلقات کے سبب ہو یہ قسم ذکر کرنے سے بھی دور نہیں ہوتی۔ جب ذکر میں مشغول ہوگا۔ بار بار دل اُس کی طرف کھچے گا۔ اور اس دستور العمل میں ایک بات ضروری یہ ہے کہ جب تک اس شخص کو جس کا ذکر ہو رہا ہے کسی قدر مضبوطی کے ساتھ نسبت باطنی حاصل نہ ہو جاوے (جس کا مطلب ابھی آگے آتا ہے) اوس وقت تک لوگوں کو نفع پہونچانے میں مشغول نہ ہو نہ ظاہر نفع پہنچانے میں مشغول ہو نہ باطنی نفع پہنچانے میں یعنی نہ طالب علموں کو پڑھاوے نہ عام لوگوں کو وعظ سناوے۔ نہ بیماروں کا علاج کرے نہ تعویذ گنڈے لکھے نہ پیری مریدی کرے بالکل ایک کونہ میں گمنام پڑا رہے۔ ہاں اگر ان باتوں میں سے کسی بات کے کرنے میں بالکل مجبور ہی ہو جاوے تو اور بات ہے۔ اور علامت نسبت باطنی کے حاصل ہونے کی دو ہیں ایک یہ کہ اللہ کی یاد دل میں ایسی جم جاوے کہ کسی دم دل سے دور نہ ہو اور اللہ کی طرف توجہ رکھنے میں زیادہ کوشش اور فکر رکھنے کی ضرورت نہ پڑے۔ دوسرے یہ کہ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی طرف چاہے وہ احکام ایسے ہوں جن میں اللہ تعالےٰ نے اپنی عبادت کے طریقے بتلائے ہیں اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں بندوں کو آپس میں معاملہ کرنے کے طریقے بتلائے ہیں اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں اچھی عادتوں کا حکم فرمایا ہے اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں بات چیت کرنے کا طریقہ بتلایا ہے۔ اور چاہے وہ احکام ہوں جن میں نشست و برخاست اور تمام کاموں کا طریقہ بتلایا ہے ان سب حکموں کی طرف ایسی رغبت ہو جاوے اور جن باتوں سے منع فرمایا ہے اُن باتوں سے ایسی نفرت ہو جاوے جیسی کہ اُن چیزوں کی طرف رغبت ہوتی ہے۔ جو اپنے جی کو اچھی معلوم ہوتی ہیں اور جیسی کہ اُن چیزوں سے نفرت ہوتی ہے۔ جو اپنے جی کو بُری معلوم ہوتی ہیں اور حرص دنیا کی دل سے نکل جاوے اور اُس کی سب عادتیں مطابق قرآن شریف کے ہو جاویں البتہ اگر طبعی سستی کسی حکم کے

کہ یہ بھی سمجھنے لگے گا لیکن نہ گھبراوے نہ جلدی کرے نہ سستی کرے کیونکہ فائدہ کے لئے نہ کوئی مدت مقرر ہے نہ کوئی اس کا ذمہ دار ہوسکتا ہے۔ البتہ اس قدر امیدوار کرسکتے ہیں ؎

اندریں رہ می خیراش می براش　　تادم آخر دمے فارغ مباش
تا دم آخر دمے آخر بود　　کہ عنایت با تو صاحب سر بود

یعنی اس راہ میں جو قدم رکھے اوس کو چاہیئے کہ ہمیشہ اس ادھیڑبن میں لگا رہے مرتے دم تک ایک گھڑی بے فکر نہ بیٹھے آخر دم تک کوئی نہ کوئی وقت ایسا ہوگا کہ خداتعالیٰ کی عنایت شامل حال ہوجاوے گی۔ اور بیڑا پار ہوجاویگا۔ اور اگر ان سب باتوں کے ساتھ ابتدا میں ذرا زیادہ اور اوس کے بعد کبھی کبھی پیر کی خدمت میں رہنے کا بھی اتفاق ہوجاوے تو نورٌ علی نور ہے۔ اوس کے پاس رہنے میں جو فائدے ہیں اُن میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اوس کو دیکھکر اوس کی عادتیں اختیار کرے گا ذکر میں عبادت میں روح کو تازگی ہوگی۔ ہمت بڑھے گی۔ جو نیا حال ہوگا اس کے بارہ میں پوری تسلی ہوجاوے گی اور اس کے علاوہ اور بہت سے فائدے ہیں جو پاس رہنے سے خود ہی معلوم ہوتے ہیں۔ موٹی بات ہے کہ مریض کا حکیم کے پاس ہونا اور دور رہنا دونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے خوب کسی نے کہا ہے ؎

مقام امن و مے بےغش و رفیق شفیق
گرت مدام میسر شود زہے توفیق

یعنی اگر اطمینان کی جگہ اور شراب خالص محبت الٰہی کی اور شفقت رکھنے والے پیر کی صحبت ہمیشہ کے لئے میسر ہوجاوے تو اللہ تعالےٰ کی بڑی عنایت ہے۔ وَاللّٰہُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَھُوَ یَھْدِی السَّبِیْلَ۔ یعنی اللہ تعالےٰ سچی بات کا کہنے والا ہے اور راہ راست کا وہی دکھلانے والا ہے ❊

ہدایت ساتویں ذکر کرنے والے کو چاہیئے کہ جو باتیں دل کو پریشان کرنے والی ہیں۔ اون سے بہت بچے کیونکہ اطمینان دل کا بڑی دولت ہے۔ اور یہ باتیں بہت سی ہیں۔

نہ ہوتی اور نہ اُن کو مزہ آتا ورنہ حاصل مطلب تھوڑا ہی ہے۔ جس کو میں اب پھر دوبارہ اس لئے لکھے دیتا ہوں کہ اصلی مطلب کے ٹکڑے اس لمبے بیان میں بکھر گئے ہیں اوس کی فہرست یہ ہے۔ تہجد۔ بعد تہجد کے بارہ تسبیح۔ بعد نماز فجر تلاوت قرآن شریف اور ایک منزل مناجات مقبول کے بعد ذکر اللہ اللہ کا بارہ ہزار سے لیکر چوبیس ہزار مرتبہ تک۔ پھر دوپہر کو ذرا سو رہنا۔ بعد ظہر کے ذکر اللہ اللہ کا بارہ ہزار سے چوبیس ہزار مرتبہ تک۔ بعد عصر پیر کے پاس حاضر رہنا یا جنگل وغیرہ کی سیر کرنا۔ اور اولیار اللہ کی قبروں کی زیارت کرنا۔ بعد مغرب کے مراقبہ موت۔ باقی جو وقت بچے اس میں درود شریف پڑھنا بلا تعداد۔ اگر ضرورت ہو تو شغل انحد کرنا۔ پرہیزگاری کا خیال رکھنا۔ ذکر پابندی سے کرنا۔ گناہوں سے اور اللہ کی یاد نہ رہنے سے بچنا اور ان گناہوں سے خاصکر بچنا یعنی لوگوں کے دکھلانے کے لئے کوئی عمل کرنا۔ اپنے کو بڑا سمجھنا۔ فخر کرنا۔ اپنے جی ہی جی میں اپنے کمالات پر خوش ہونا اور نفس کا پھولنا۔ کسی کی پیٹھ پیچھے برائی کرنا۔ بیکار باتیں کرنا۔ اور لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا شہوت سے نامحرم عورت یا لڑکے کو دیکھنا یا اوس کا خیال دل میں شہوت کے ساتھ لانا۔ بہت غصہ کرنا۔ کج خلقی سے ملنا۔ دنیوی تعلقات بڑھانا اور جو باتیں اس قسم کی ہوں اُن سے بچنا۔ اور بقیہ فہرست یہ ہے نسبت باطنی حاصل ہونے تک وعظ اور پڑھانے وغیرہ کو ترک کرنا۔ بدون اجازت پیر کے پیری مریدی نہ کرنا اور ذکر و شغل کی تعلیم نہ کرنا۔ اور میزان کل ان سب باتوں کا دو چیزیں ہیں ایک اللہ اور رسول کے حکموں پر چلنا۔ دوسرے ذکر کی پابندی کرنا۔ گناہ سے اللہ و رسول کی تابعداری میں فرق آجاتا ہے۔ اور یاد الٰہی نہ رہنے سے ذکر میں نقصان پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے چاہیئے کہ اپنا اصلی کام ہمیشہ تابعداری اور ذکر کی پابندی کو اور گناہ سے بچنے اور اللہ کی یاد بھلانے سے بچنے کو سمجھے۔ اگر ایک مدت تک اس کی پابندی رہے گی تو انشاء اللہ محروم نہ رہے گا۔ اور یوں تو اول ہی سے فائدہ ہونا شروع ہو جاتا ہے لیکن اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک وقت ایسا آوے گا

اس کا وقت ضائع کرینگے اور دشمن اس کو ایذائیں پہنچا کر پریشانی میں ڈالیں گے اسی طرح اور جو باتیں پریشانی کا سبب ہوں اور خود ضروری نہ ہوں اُن سب سے جہانتک ہوسکے بہت بچتا رہے البتہ اگر کوئی پریشانی اس طرح پیش آجاوے کہ اُس نے خود کوئی کام پریشانی کا نہیں کیا تھا یا اُس نے کسی شرعی ضرورت سے کیا تھا پھر اوس میں کوئی پریشانی پیش آگئی مثلاً کسی سودخوار نے کوئی چیز اس کو دی اُس نے لینے سے انکار کردیا وہ اس کا دشمن ہوگیا تو ایسی پریشانی سے باطن کا نقصان نہ ہوگا اگر ایسی پریشانی میں مبتلا ہوجاوے تو بیچین نہ ہو حق تعالیٰ پر نظر اور بھروسہ رکھے۔ وہ مدد فرماویگا اگر کچھ تکلیف بھی پہنچے تو اوس میں حکمت الٰہی سمجھکر اوس پر راضی رہے اس سے اللہ تعالیٰ کی نزدیکی اور رضامندی اور زیادہ حاصل ہوگی ❖

ہدایت آٹھویں جو باتیں اختیاری ہیں اُن میں کمی نہ کرے اور جو باتیں اختیاری نہیں اگر وہ اچھی ہیں تو اُن کے پیچھے نہ پڑے اور اگر ناگوار ہونے والی ہیں تو اُن کے دور کرنے کی فکر میں نہ پڑے مثلاً نماز یا تلاوت قرآن یا ذکر کے اندر یہ تو اختیار میں ہے کہ اپنے دل کو اگرچہ زور لگا کر ہو متوجہ رکھے جس کے کئی طریقے ہیں مثلاً ایک طریقہ یہ ہے کہ حق تعالےٰ کی ذات کا خیال باندھے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ لفظوں کے معنی و مطلب کی طرف دھیان رکھے یا فقط لفظوں کی طرف خیال رکھے اس طرح کہ ہر ہر لفظ کو سوچکر زبان سے نکالے پس اس میں تو کمی نہ کرے باقی نماز میں یا تلاوت قرآن کے وقت جی نہ لگنا یا مزہ نہ آنا یا وسوسوں اور خطروں کا کثرت سے آنا خواہ وہ کتنے ہی بُرے ہوں یہ بات اختیار سے باہر ہے اس کی فکر نہ کرے اپنا اختیاری کام کئے جاوے اس کی خاصیت یہ ہے کہ وہ خیالات خود ہی کم ہوجاتے ہیں خاصکر وسوسوں کی طرف تو ذرا بھی توجہ نہ کرے نہ وسوسہ کے آنیسے رنج و غم کرے کہ اس سے وسوسوں کو دونی زیادتی ہوتی ہے پھر سخت پریشانی میں مبتلا ہونا پڑتا ہے اسکا عمدہ علاج یہی ہے کہ اپنے ذکر وغیرہ کی طرف اپنی توجہ کو پھر تازہ کرلیا کرے اور اُس وسوسہ سے بالکل بے پروائی

ایک اپنی بے احتیاطی سے صحت خراب کرلینا اس لیے صحت کی بہت حفاظت کرے دماغ کو تروتازہ رکھنے کی اور دل کو قوت پہنچانے کی فکر رکھے۔ دوا سے بھی اور غذا سے بھی۔ غذا میں نہ اتنی کمی کرے کہ ضعف اور خشکی ہوجاوے نہ اتنی زیادتی کرے کہ ہضم نہ ہو کہ اس سے بھی صحت خراب ہوجاتی ہے۔ صحبت کی کثرت نہ کرے کہ اس سے بھی اعضاء رئیسہ خاصکر دل و دماغ کمزور ہوجاتے ہیں جب تک سچی بھوک نہ لگے کھانا نہ کھاوے اور ایک آدھ لقمہ کی خواہش باقی رہنے پر کھانا چھوڑ دے اور جب تک طبیعت میں سخت تقاضا نہ ہو صحبت نہ کرے۔ اسی طرح سونے میں اوسط درجہ کا خیال رکھے نہ بہت زیادہ سووے کہ سستی ہوجاوے نہ بہت کمی کرے کہ خشکی ہوجاوے۔ دوسری بات دل کو پریشان کرنے والی بلاضرورت عمدہ غذاؤں کی فکر میں لگا رہنا ہے۔ تیسری بات ہر وقت اپنے بدن کی آرائش میں لگا رہنا ہے کہ اسی بارہ میں کہا گیا ہے ؎

عاقبت سازد ترا از دین بری

این تن آرائی واین تن پروری

یعنی انجام اس بدن کی آرائش اور پیٹ کے پالنے ہی میں رہنے کا یہ ہوگا کہ دین رخصت ہوجاوے گا مطلب یہ کہ پورا دین نہ رہے گا۔ البتہ بالکل میلا کچیلا رہنا بھی بُرا ہے کہ اس سے بھی دل میلا ہوتا ہے۔ سادہ اور صاف رہے۔ البتہ اگر بدون فکر کے اچھا لباس اور عمدہ غذا میسر ہو اور نفس میں کسی بُرائی کے پیدا ہونے کا ڈر نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی نعمت ہے۔ کام میں لاوے اور شکر بجا لاوے۔ چوتھی بات مال کی حرص اور اوس کے جمع کرنے کی فکر میں رہنا یا یہ کہ جو مال پاس ہے اوس کو بیکار خرچ کرکے اڑا ڈالنا کہ دونوں کا نتیجہ دل کا پریشان ہونا ہے۔ حریص آدمی تو ہر وقت اسی دھن میں لگا رہیگا اور فضول خرچ مال ختم ہونے کے بعد آخر پریشانی میں مبتلا ہوگا یا پرائے مال پر نظر دوڑائے گا۔ پانچویں بات کسی سے دوستی یا دشمنی باندھ لینا۔ دوست اس کو گھیر کر کے

ہونا اسکے نفع کا سبب ہوجاتا ہے مثلاً اپنے کو ناکارہ حقیر سمجھنے لگا۔ اور باتیں غیر اختیاری ایسی ہیں
کہ اُن کا ہونا آدمی کو ناگوار ہوتا ہے اُنکا ہونا کبھی مفید ہوجاتا ہے مثلاً اُسکے برداشت کرنے میں
مشقت ہوتی ہے جو ایک طرح کا مجاہدہ ہے اور تنگی ہوتی ہے غم ہوتا ہے جس سے دل کی صفائی
ہوجاتی ہے ایسی ہی جگہوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے عَسٰۤی اَنْ تَکْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ
عَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ یعنی اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک چیز کا ہونا تم اپنے لئے ناپسند کرتے
ہو اور واقع میں اُسکا ہونا تمہارے حق میں اچھا ہوتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ تم ایک چیز کا ہونا
اپنے لئے پسند کرتے ہو اور واقع میں اسکا ہونا تمہارے حق میں بُرا ہوتا ہے البتہ اگر پسندیدہ
باتیں از خود حاصل ہوجاویں تو نعمت الٰہی سمجھکر شکر کرے جیسا کہ ان چیزوں کے نہ حاصل
ہونے کو بھی ایک اعتبار سے جس کا ابھی بیان ہوا ہے نعمت سمجھکر شکر کرے۔ خوب سمجھ لو ؛

ہدایت نویں آجکل اکثر درویشوں میں بعض رسمیں رائج ہوگئی ہیں سو بعض رسمیں تو محض خلاف
شرع ہیں جیسے قبر کے گرد گھومنا یا قبر کو بوسہ دینا یا اوس پہ غلاف ڈالنا یا بزرگوں کی منت ماننا
یا اُن سے کچھ مانگنا۔ اور بعض رسمیں خود جائز تھیں مگر اُنکے ساتھ ناجائز باتیں ملجانے سے ناجائز
ہوگئی ہیں جیسے عرس یا گانا سننا۔ یا قل پنج آیت۔ یا مجلس مولود شریف کی کہ عام لوگ ان باتوں
کو منع کرنے یا خود نہ کرنے کو درویشی کے خلاف سمجھتے ہیں ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں اُن کو
پورے طور سے احقر نے اصلاح الرسوم و حق السماع و تعلیم الدین کے حصہ پنجم و حفظ الایمان میں
لکھدیا ہے اور بعض رسمیں ایسی ہیں کہ اگر انکو داخل بزرگی سمجھا جاوے اور یہ سمجھا جاوے کہ انسے اللہ تعالیٰ کی
نزدیکی حاصل ہوتی ہے تو نہایت بُری بدعت ہیں اور اگر اعتقاد میں کوئی خرابی نہو تب بھی محض دنیا ہی
جیسے عمل پڑہنا اور حلال جانوروں کا گوشت چھوڑ دینا اور بعض رسمیں اچھی ہیں اگر انمیں عقیدے کی خرابی نہو۔
مثلاً شجرہ پڑہنا کہ اسمیں مقبول بندوں کے ناموں کو واسطہ دعا میں قرار دیا جاتا ہی جسکا جواز حدیثوں سے ثابت
ہے لیکن اگر شجرہ پڑھنے میں یہ سمجھا جاوے کہ ان حضرات کے نام پڑھنے سے یہ فائدہ ہوگا کہ
وہ ہمارے حال پہ متوجہ رہینگے تو بالکل غلط اور بے سند عقیدہ ہے جس کی ممانعت اس آیت

اختیار کرے اس سے وہ آپ ہی آپ جاتا رہیگا اور مثلاً اللہ کی فرمانبرداری اختیاری ہے اسمیں سستی نہ کرے اور یہ باتیں اختیار سے باہر ہیں۔ اچھا خواب دیکھنا۔ دعا کا قبول ہونا۔ ذکر کے اثر سے تڑپنے لگنا بے اختیار رونا آنا وغیرہ وغیرہ ان باتوں کے ہونے کی فکر نہ کرے یا مثلاً گناہ اختیاری ہے اسکے پاس نہ جاوے اور یہ چیزیں اختیاری نہیں۔ برا خواب طبیعت میں تازگی نہ ہونا۔ رزق میں کمی ہونا۔ ذکر میں کسی چیز کا نظر نہ آنا۔ یا کوئی اثر معلوم نہ ہونا۔ بیمار ہوجانا وغیرہ ان سے پریشان نہ ہو۔ یا مثلاً کسی سے بے ارادہ عشق ہوجانا اختیاری نہیں اسمیں کوئی گناہ اور نقصان نہیں اگرچہ تکلیف ہے لیکن یہ باتیں اختیار میں ہیں۔ اس کو دیکھنا۔ اس سے باتیں کرنا۔ اسکی آواز سننا۔ اسکے پاس آنا جانا۔ اسکا خیال دلمیں لانا۔ اس کو سوچ سوچ کر دل سے لذت لینا ان سے بچنا ضروری ہے اور اکثر اس تدبیر سے وہ عشق بھی کم ہوجاتا ہے اور اگر اسمیں کوتاہی کریگا گنہگار ہوگا اور دل سیاہ ہوجاویگا یا مثلاً کسی گناہ کی طرف دل کا مائل ہونا غیر اختیاری ہے اسکے دور کرنیکی فکر میں نہ پڑے البتہ گناہ کرنا اختیاری ہے اس سے بچے اس خواہش پر عمل نہ کرے۔ جو شخص غیر اختیاری چیزوں کے حاصل کرنے یا دور کرنیکی فکر میں رہتا ہے تمام عمر اوس کی پریشانی میں گزرتی ہے یہانتک کہ بعض لوگوں نے انہی وجہوں سے اپنے کو مردود سمجھ لیا پھر بعض نے تو خودکشی کرلی ہے اور بعض ذکر و عبادت کو چھوڑکر گناہ بیدھڑک کرنے لگے۔ غرضکہ ان لوگوں نے ایمان کا نقصان کیا یا ایمان کے ساتھ جان کا بھی نقصان کیا کیونکہ خودکشی کرنے میں جان بھی گئی اور گنہگار بھی ہوئے یہ تو ایمان اور جان کا نقصان ہے اور ذکر و عبادت چھوڑنے اور گناہ کرنے میں ثواب سے محروم رہے اور گنہگار ہوئے یہ ایمان کا نقصان ہے اصل بات یہ ہے کہ جو باتیں غیر اختیاری ہیں انمیں جو باتیں ایسی ہیں کہ اونکے ہونے کو جی چاہتا ہے انکا ہونا کبھی درویشی کی راہ چلنے والے کے لئے خرابی کا سبب ہی ہوجاتا ہے۔ مثلاً اپنے کو کامل سمجھنے لگا اور اس سے اپنے کو اوروں سے اچھا سمجھنے لگا یا کمال کا دعوی کرنے لگا یا اسکی وجہ سے بزرگ مشہور ہوگیا اور اس سے نقصان ہوا۔ اسیطرح ان چیزونکا حاصل نہ

میں جیسے مولود۔ فاتحہ۔ عرس اور شادی میں ساچق اور برات اور مہمانداری یا نام کیلئے کھانا پکوانا اور کھلانا یا ناموری کے لئے دینا دلانا۔ عقیقہ اور ختنہ اور بسم اللہ کے مکتب میں لوگوں کا جمع ہونا یہ سب ترک کر دو نہ اپنے گھر کرو نہ دوسرے کے یہاں شریک ہو۔ غمی میں تیجا دسواں چالیسواں وغیرہ۔ شب برات کا حلوا یا محرم کو تہوار منانا نہ خود کرو نہ دوسرے کے یہاں جاکر ان کاموں میں شریک ہو۔ میلوں ٹھیلوں میں مت جاؤ۔ نہ اپنے بچوں کو جانے دو اور ان کو ایسی بیہودہ باتوں کے لئے پیسے بھی مت دو جیسے کنکوا۔ آتشبازی۔ تصویر دار کھلونے وغیرہ۔ زبان کو غیبت اور گالی گلوج سے بچاؤ۔ جماعت کے ساتھ پانچوں وقت کی نماز پڑھو کسی عورت یا لڑکے کی طرف بری نگاہ سے مت دیکھو۔ گانا بجانا مت سنو۔ پیر سے ہر کام کیلئے تعویذ گنڈے مت مانگا کرو۔ بلکہ اس سے دین کی باتیں سیکھو۔ البتہ دعا کرانیکا مضائقہ نہیں۔ ایسا مت سمجھو کہ اگر نذرانہ موجود نہ ہو تو پیر کے پاس کیا جاویں۔ یہ مت سمجھو کہ پیر کو سب خبر رہتی ہے۔ اُن سے کچھ کہنے کی کیا ضرورت ہے۔ درویشی کی کتابیں مت دیکھو اور نہ ایسی باتیں پوچھو۔ تقدیر کے مسئلے میں کبھی بحث مت کرو۔ پیر نے جو بتلا دیا وہ کئے جاؤ۔ رشوت اور سود مت لو رہن کی آمدنی بھی سود ہے اس سے بھی بچو اور جتنے لین دین خلاف شرع ہیں سب سے بچو۔ خواب پر بدون مسئلہ پوچھے عمل مت کرو۔ اگر پیر کے پاس جاؤ اور وہ اپنے کسی کام میں لگا ہو تو اُسکے کام میں حرج مت ڈالو۔ ایسی جگہ مت بیٹھو کہ اوسکا دل تمکو دیکھ دیکھکر بٹ جاوے کہیں کنارے پر بیٹھ جاؤ جب وہ کام سے چھٹی پاوے اُسوقت سامنے جاؤ تعلیم الطالب منگاؤ اور دیکھو تعلیم الدین کے چار حصے اول کے دیکھ لو۔ جزاء الاعمال بھی دیکھ لو۔

عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کیلئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ۔ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو شب برات محرم۔ عرفہ۔ تبارک کی روٹی۔ تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو جس سے شرع میں پردہ ہے،

سے ثابت ہے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ یعنی جو بات تجھکو معلوم نہ ہو اس پر عمل درآمد نہ کر
اور مثلاً درویشی کی کتابوں کا دیکھنا۔ ہاں اگر کوئی ایسا عالم ہو کہ علم معقول یعنی منطق وغیرہ اور علم منقول
یعنی تفسیر حدیث فقہ یہ سب اچھی طرح سے جانتا ہو اور ایسے بزرگوں کا صحبت یافتہ ہو جو علم
درویشی کو خوب جانتے ہوں وہ اگر یہ کتابیں دیکھے تو کچھ حرج نہیں ورنہ انکا دیکھنا دین و
ایمان کو برباد کرنیوالا ہے اس لئے اس قسم کی کتابیں ہرگز نہ دیکھی جاویں جیسے مثنوی مولانائے روم
دیوان حافظ یا دوسرے بزرگوں کے ملفوظ یعنی جو باتیں اُنہوں نے بیان کیں اور مریدوں نے
کتابوں میں لکھدیا اور انکے مکتوبات یعنی جو خطوط بزرگوں نے اپنے مریدوں کو لکھے اور مریدوں
نے اُن کو جمع کر کے کتاب بنالی جبکہ اُن ملفوظات اور مکتوبات میں درویشی کے بھید یا جو کیفیتیں
اُن بزرگوں میں پیدا ہوئی تھیں اُنکا بیان ہو بلکہ جن کتابوں میں ان بزرگوں کی حکائتیں ہوں
اُن کو بھی نہ دیکھے یہ سب کتابیں عام لوگوں کی سمجھ میں نہیں آسکتی ہیں۔

ہدایت دہم چونکہ بعض آدمی مرد ہوں یا عورت مرید ہو کر بھی اپنی حالت اور عادت درست
نہیں کرتے ہیں اس لئے اسکے بارہ میں بھی کچھ ضروری باتیں لکھے دیتا ہوں باقی پورے طور
سے مسئلوں کا بیان دین کی کتابوں میں ہے۔

عام مردوں کو نصیحت یعنی جو عالم نہیں ہیں

عالموں سے بہت ملتے رہو اُن سے مسئلے پوچھتے رہو اگر پڑھے ہوئے ہو تو بہشتی زیور اور
بہشتی گوہر یا اُسکی جگہ صفائی معاملات اور مفتاح الجنۃ کو دیکھتے رہو اور اُس پر عمل کرتے رہو۔
لباس خلاف شرع مت پہنو جیسے ٹخنوں سے نیچا پائجامہ یا جیسے کوٹ پتلون یا ریشمی یا زردوزی
کا کپڑا یا چار انگل سے چوڑی سچی لیس دار ٹوپی یا اتنے ہی کام کا سچا کامدار جوتا۔ ڈاڑھی مت
کٹاؤ اور نہ اُس کو منڈواؤ البتہ ایک مٹھی سے جتنی زائد ہو اوسکا اختیار ہے چاہے کٹا ڈالو
چاہے رہنے دو جتنی رسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپکے اصحاب کے طریقہ کے خلاف
پھیلی ہوئی ہیں سب کو چھوڑ دو خواہ وہ رسمیں دنیا کے رنگ میں ہوں خواہ دین کے رنگ

کرو۔ کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو۔ جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اسمیں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اسمیں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔ کسی برے آدمی کی بھی برائی مت کرو۔ نہ سنو۔ کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعن مت کرو۔ کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار یا چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھو مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو اس سے عام لوگ گھرتے ہیں۔ جہانتک ہو سکے ذکر کرنیوالوں کے ساتھ رہو اس سے دل میں نور اور ہمت و شوق بڑھتا ہے دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ بے ضرورت سامان جمع مت کرو۔ جہاں تک ہو سکے تنہا رہا کرو۔ بے ضرورت اور بیفائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملو اور جب ملنا ہو تو خوش خلقی سے ملو اور جب کام ہو جاوے تو اُن سے الگ ہو جاؤ خاصکر جان پہچان والوں سے بہت بچو۔ یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو۔ ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو یا کوئی علم عجیب آوے تو اپنے پیر کو اطلاع کرو پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو۔ ذکر میں جو اثر پیدا ہو سوائے اپنے پیر کے کسی سے مت کہو۔ اگر درویشی کی کتابیں دیکھنے کا شوق ہو تو پہلے تعلیم الدین کا حصہ پنجم اور کلید مثنوی دیکھو بشرطیکہ تم علم معقول و علم منقول دونوں خوب جانتے ہو۔ بات کو نباہا مت کرو۔ بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے فوراً اقرار کر لو ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو

والسلام

فقط

۵۷ بشرط اس کے کہ اور سب باتیں دین کے موافق کرتا ہو ۱۲ لطف

چاہے وہ پیر ہو اور چاہے اور کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے دیور جیٹھ۔ خالہ کا یا پھوپھی کا یا ماموں کا بیٹا یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو لانبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اسوقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جہانک تاک کر مت دیکھو بیاہ۔ شادی۔ مونڈن۔ چلہ چھٹی منگنی۔ چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ۔ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنے دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ پانچوں وقت نماز اول وقت پڑھو اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایام سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد رہ نہ جاوے اگر تمہارے پاس زیور گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوۃ نکالو۔ بہشتی زیور ایک کتاب ہے اس کو یا تو پڑھ لو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو اسکا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سنو۔ اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کیلئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ صحیح اور معتبر بتلاویں تو خریدو ورنہ مت لو۔ جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت

اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو۔ ہر بات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا اہتمام کرو اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوتا ہے اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری طبیعت کے خلاف کرے تو صبر کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو۔ خاصکر غصہ کی حالت میں بہت سنبھلا

(۷) نہ عمدہ عمدہ خوابوں کا دیکھنا یا جو باتیں دل میں آویں جس کو الہام کہتے ہیں اُن کا اسی طرح سے ہو جانا ضروری ہے۔

بلکہ اصل مقصود حق تعالیٰ کا راضی کرنا ہے جس کا ذریعہ شریعت کے حکموں پر پورے طور سے چلنا ہے لیکن شریعت کے حکم دو طرح کے ہیں بعض ایسے حکم ہیں جو بدن کے متعلق ہیں جیسے نماز کے احکام۔ روزہ کے احکام۔ حج کے احکام۔ زکوٰۃ کے احکام۔ اور جیسے نکاح کے احکام۔ طلاق کے احکام۔ میاں کے حقوق بی بی پر۔ بی بی کے حقوق میاں پر۔ ان کے احکام اور قسم کے احکام قسم کے کفارہ کے احکام۔ آپس میں لین دین کرنے کے احکام۔ مقدموں میں پیروی کرنے کے احکام۔ گواہی دینے کے احکام۔ وصیت کرنے کے احکام۔ مردہ جو مال چھوڑے اس کے تقسیم کرنے کے احکام۔ اور جیسے سلام کرنے کے احکام۔ آپس میں بات چیت کرنے کے احکام۔ کھانا کھانے کے متعلق احکام۔ سوتے اٹھنے بیٹھنے کے متعلق احکام۔ کسی کے یہاں مہمان ہو کر جانے کے احکام۔ اگر اپنے یہاں کوئی مہمان آوے اس کے مہمان داری کے احکام۔ اور جو شریعت میں اسی قسم کے حکم ہیں یہ سب احکام تو ہاتھ پیر زبان سے بجالائے جاتے ہیں اور ان حکموں کے مسئلوں کو علم فقہ کہتے ہیں۔ اور بعض شریعت کے ایسے حکم ہیں جو دل کے متعلق ہیں جیسے خدا سے محبت رکھنا۔ خدا سے ڈرنا۔ خدا کو یاد رکھنا (اور کسی دم نہ بھولنا) دنیا سے محبت کم ہونا۔ خدا کی طرف سے جو کچھ ہو اس پر راضی رہنا۔ حرص اور لالچ نہ کرنا۔ عبادت کرتے وقت اپنی عبادت کی طرف دھیان رکھنا۔ دین کے کام صرف اللہ کی خوشنودی کیلئے کرنا کسی کو اپنے سے کم نہ سمجھنا اپنے کو اچھا نہ سمجھنا غصہ کو روکنا اور جو اسی قسم کے شریعت میں حکم ہیں یہ سب احکام دل سے بجالائے جاتے ہیں۔ اور ان باتوں کے حاصل کرنے کا نام سلوک ہے اور جس طرح ان حکموں پر عمل کرنا فرض و واجب ہے جو بدن سے کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح ان حکموں پر بھی عمل کرنا فرض و واجب ہے جو دل سے متعلق ہیں۔ اور دل کی خرابیوں سے اکثر ان احکام میں بھی خرابی آجاتی ہے جو بدن کے متعلق ہیں جیسے خدا کی محبت کم

قصد السبیل کا ضمیمہ

درویشی کی راہ کا حاصل

(۱) نہ اسمیں کشف کا ہونا ضروری ہے (کشف اس کو کہتے ہیں کہ جو چیز اور لوگ نہیں دیکھتے ہیں وہ دل میں صفائی حاصل ہوجانے کی وجہ سے دل کی آنکھوں سے نظر آجاوے یا جو چیز ابھی واقع نہیں ہوئی ہے آیندہ ہونیوالی ہے وہ معلوم ہوجاوے) نہ کرامت کا ہونا ضروری ہے (کرامت اس کو کہتے ہیں کہ درویش سے ایسے کام ہوں جو اور لوگ نہیں کرسکتے ہیں کشف و کرامت کسی ولی سے ہوتا ہے اور کسی سے بالکل نہیں ہوتا)

(۲) اگر کوئی شخص کسی بزرگ کا مرید ہو تو پیر اُسکا ذمہ دار نہیں ہوجاتا کہ قیامت کے دن اللہ تعالے سے ضرور بخشوائے گا۔

(۳) پیر کی طرف سے مرید سے اسکا بھی وعدہ نہیں ہوتا کہ تمہاری دنیا کے جو کام اٹکینگے پیر صاحب تعویذ گنڈے کرکے ان کاموں کو بنا دینگے یا جو مقدمے ہونگے وہ پیر کی دعا سے ضرور فتح ہوجایا کرینگے یا مرید ہونے سے روزگار میں ترقی ہوجایا کریگی یا اگر کوئی بیماری ہوئی تو جھاڑ پھونک سے جاتی رہیگی نہ اسکا وعدہ ہے کہ جو بات ہونیوالی ہوگی پہلے ہی سے بتلا دیجاویگی کہ اسطرح ہونیوالی ہے

(۴) نہ پیر کیلئے اسبات کا ہونا ضروری ہے کہ اُسکی توجہ میں ایسا اثر ہو کہ مرید کی حالت خودبخود درست ہوجاوے مرید کو کچھ کرنا ہی نہ پڑے گناہ کا خیال ہی نہ آوے خودبخود عبادت کے کام ہوتے رہیں۔ مرید کو زیادہ ارادہ ہی نہ کرنا پڑے یا علم دین و قرآن پڑھنے میں ذہن و حافظہ بڑھ جاوے۔

(۵) نہ ایسی باطنی کیفیتیں پیدا ہونے کے لئے کوئی وقت مقرر ہے کہ ہر وقت یا عبادت کے وقت لذت سے مست رہے عبادت میں خیالات ہی نہ آویں خوب رونا آوے ایسی بیخودی ہوجاوے کہ اپنی پرائی خبر نہ رہے (بلکہ ہوسکتا ہے کہ بالکل کوئی کیفیت ہی نہ پیدا ہو۔)

(۶) نہ ذکر و شغل کرنے میں نور کا نظر آنا یا کوئی آواز سنائی دینا ضروری ہے۔

(۲) اپنی سب حالتیں بہشتی زیور کے موافق رکھنا پڑینگی (۳) جو کام کرنا ہو اور اُس کا جائز ناجائز ہونا معلوم نہ ہو کرنے سے پہلے سچے عالموں سے پوچھنا پڑیگا۔ اور اُنکے بتلانے کے موافق عمل کرنا ہوگا (۴) نماز پانچوں وقت جماعت سے پڑھنا ہوگی۔ البتہ اگر کوئی عذر شرعی ہو تو جماعت معاف ہے اور اگر بلا عذر غفلت سے رہ جاوے ندامت کے ساتھ معافی مانگنا چاہیئے (۵) اگر مال بقدر زکوٰۃ ہو تو زکوٰۃ دینا ہوگی۔ مسائل اس کے بہشتی زیور میں ملیں گے۔ اسی طرح کھیت اور باغ کی پیداوار میں دسواں بیسواں حصہ دینا ہوگا اس کے مسائل زبانی معلوم کرلئے جاویں (۶) اگر حج کی گنجائش ہو تو حج کرنا پڑیگا۔ اسی طرح گنجائش کی صورت میں عید کو صدقہ فطر اور بقرعید کو قربانی ضرور ہوگی (۷) اپنی بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا ہونگے اُن کا یہ بھی دینی حق ہے کہ ان کو ہمیشہ شرع کے احکام بتلاتے رہو۔ آسان طریقہ اس کا پڑھے ہوؤں کیلئے یہ ہے کہ رات دن میں تھوڑا سا کوئی وقت مقرر کرکے بہشتی زیور اول سے آخر تک اپنے گھر والوں کو پڑھکر سنادیں اور سمجھادیں اور جب وہ ختم ہو جاوے پھر شروع کردیں جب تک اُن کو مسائل خوب اچھی طرح یاد نہ ہو جاویں سناتے رہیں۔ اور اَن پڑھ ایسا کریں کہ جو بات دین کی کسی عالم سے سنا کریں اسکو یاد کرکے گھر والوں سے ضرور کہدیا کریں۔

اور یہ کام چھوڑنا پڑینگے

ڈاڑھی منڈانا۔ ڈاڑھی کٹانا جبکہ چار انگل سے زائد نہ ہو۔ ڈاڑھی چڑھانا سر میں چاند کھلوانا کھڈی رکھانا یا آگے سے منڈوانا۔ ٹخنوں سے نیچے پائجامہ پہننا یا لنگی باندھنا یا کرتہ چوغہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانا یا عمامہ کا شملہ آدھی کمر سے نیچے چھوڑنا۔ یا کسم و زعفران کا رنگا ہوا یا ناپاک رنگ کا رنگا ہوا کپڑا پہننا یا ریشمی یا زری کا لباس چار انگل سے زیادہ خود پہننا یا لڑکوں کو پہنانا۔ یا کفار کا سا لباس پہننا۔ یا مردوں کو چاندی کی انگوٹھی ایک مثقال سے زائد یا سونے کی انگوٹھی پہننا۔ یا عورتوں کو کھڑا جوتا یا مردانہ لباس پہننا یا باجہ دار زیور پہننا یا ایسا کپڑا باریک یا چھوٹا پہننا جسمیں بدن کھلا رہے۔ کسی عورت یا بے ڈاڑھی والے لڑکے کو بُری نگاہ سے دیکھنا یا عورتوں لڑکوں سے

ف۱ مگر عورتوں کیلئے جماعت نہیں ہے ۱۲ منہ نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶۔ یہ پانچوں باتیں عورتوں اور لڑکیوں کے واسطے درست ہیں ۱۲ منہ

ہونے سے نماز میں سستی ہو گئی یا جلدی جلدی رکوع سجدہ کر لیا۔ یا بخل سے زکوٰۃ اور حج کی ہمت نہ ہوئی یا اپنے کو بڑا سمجھنے اور زیادہ غصہ ہونیسے کسی پر ظلم ہو گیا۔ کسی کا حق ادا نہ کیا۔ اسی طرح اور باتوں کو سمجھ لو اور اگر ان ظاہری حکموں کے بجا لانے میں کسی نے احتیاط بھی کی اور اچھی طرح ادا کیا تب بھی جب تک دل کی درستی نہیں ہوتی یہ احتیاط چند روز سے زیادہ نہیں چلتی اس لئے دل کی درستی ان دو وجہوں سے ضروری ٹھیری مگر دلکی خرابیاں سمجھ میں کم آتی ہیں اور اگر کچھ سمجھ میں بھی آتی ہیں تو انکی درستی کا طریقہ کم معلوم ہوتا ہے اور جو معلوم ہوتا ہے تو نفس کی سرکشی سے اس پر عمل کرنا مشکل ہوتا ہے ان ضرورتوں سے پیر کامل[1] تلاش کیا جاتا ہے کہ وہ ان باتوں کو سمجھکر بتلاتا ہے اور انکا علاج اور تدبیر بھی بتلاتا ہے اور اس غرض سے کہ نفس میں درستی کا مادہ پیدا ہو جاوے اور علاج کرنا دل کی بیماریوں کا آسان ہو جاوے اور جو تدبیریں علاج کی بتلائی جاویں اُن میں اثر اور قوت پیدا ہو جاوے یعنی وہ تدبیریں اپنا اثر جلدی کریں ان امور کی غرض سے کچھ ذکر و شغل بھی بتلاتا ہے اور ویسے ذکر خود بھی عبادت ہے پس درویشی کی راہ چلنے والے کو دو کام کرنا پڑتے ہیں ایک تو ضروری اور وہ شریعت کے دونوں قسم کے احکام کی پابندی ہے وہ احکام بھی جو کہ بدن سے متعلق ہیں اور وہ بھی جو دل سے متعلق ہیں۔ اور دوسرا مستحب اور وہ کثرت ذکر ہے ان احکام کی پابندی سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور نزدیکی حاصل ہوتی ہے اور کثرت سے ذکر کرنے سے زیادہ رضامندی اور زیادہ نزدیکی حاصل ہوتی ہے یہ خلاصہ ہے درویشی کی راہ کا اور درویشی کے مقصود کا ۔

درویشی کی راہ کے حقوق[2]

مرید ہو کر یہ کام کرنا پڑینگے

(۱) بہشتی زیور کے گیارہ[3] حصے اول سے آخر تک ایک ایک حرف کر کے پڑھنے یا سننے پڑیں گے

---

[1] پیر کامل کی پہچان اس کتاب کی تیسری ہدایت میں دیکھ لی جاوے ۱۲ منہ [2] یہ حقوق سب مسلمانوں کے ذمہ واجب ہیں گو کسی سے بیعت بھی نہ ہوا ہو ۱۲ منہ [3] البتہ عورتوں کیلئے گیارہواں حصہ نہیں ہے ۱۲ منہ

یا بلا اجازت کہیں جانا۔ اور حافظوں کا مُردوں پر قرآن پڑھ کر یا تراویح میں قرآن سُنا کر کچھ لینا یا مولویوں کو وعظ پر یا مسئلہ بتلانے پر اجرت لینا۔ یا بحث و مباحثہ میں پڑنا یا درویش وضع لوگوں کو پیری مریدی کی ہوس کرنا یا تعویذ گنڈوں کا مشغلہ رکھنا۔ یہ ہے فہرست مختصر کرنے نہ کرنے کے کاموں کی اور تفصیل احقر کے رسالوں میں بقدرت ضرورت ملے گی فقط +

چند مفید باتیں منقول کتاب ضیاء القلوب سے

جس کو حضرت حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مکی نے تصنیف فرمایا ہے

درویشی کی راہ چلنے والے کو چاہئے کہ شریعت میں جن باتوں کا حکم ہے اُن سب کی پابندی کرے اور جو باتیں شریعت میں منع ہیں اُن سب سے بچے اور گناہوں سے بچنے کو اپنی ضروری عادت کر لیوے اور ہر وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا اہتمام رکھے۔ اور جن باتوں کی ممانعت کھلی ہوئی ہے اُن سے بھی اور جن باتوں کے منع ہونے کا شبہ ہے اُن سے بھی بچتا رہے اور اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہو گیا ہو تو اُس سے جلدی توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگ کر اور نیک کام کرکے کمی کو پورا کرے اور دوسرے وقت پر نہ اٹھا رکھے اور پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں پڑھے اور جو باتیں فرض یا واجب یا سُنت ہیں اُن کو ادا کرکے باقی اوقات کو اپنے دل کی درستی میں گزارے اور کثرت سے نفلیں اور وظیفے پڑھنے میں نہ پڑے۔ بلکہ دل کی درستی کو اپنا فرض دائمی جانے (یہ شروع شروع کی حالت میں ہے پھر جب باطن کی درستی کامل ہو جاوے۔ شیخ کامل سے مشورہ لیکر اور اگر شیخ موجود نہ ہو اپنی سمجھ سے کام لیکر نوافل وغیرہ کی کثرت کرے ۱۲ مترجم) اور کبھی غفلت نہ ہونے پاوے۔ اگر ذوق شوق اپنے باطن میں پاوے اللہ کا شکر بجالاوے اور تھوڑے کو بہت سمجھے اور ہر کام کو اللہ کی خوشنودی کیلئے کرے اور کشف و کرامت سے لذت نہ لیوے بلکہ بیزار رہے (اور دل سے چاہے کہ نہ ہو تو اچھا ہے) اور حالت بسط میں شکر کرے اور شریعت نے جو حدیں مقرر کر دی ہیں اُن کا خیال رکھے اور جب قبض ہو

زیادہ میل جول رکھنا۔ مرد کو کسی نامحرم عورت کے پاس یا عورت کو کسی نامحرم مرد کے پاس بیٹھنا یا تنہا مکان میں رہنا یا بدوں سخت مجبوری کے سامنے آجانا اگرچہ وہ پیر ہی ہوں یا رشتہ دار ہوں اور جہاں سخت مجبوری ہو وہاں سر اور بازو اور کلائی اور پنڈلی اور گلا کھولنا نامحرم مرد کے سامنے حرام ہے۔ منہ کے سامنے گھونگٹ رہنا بہتر ہے اور عمدہ پوشاک اور زیور سے تو سامنے آنا بالکل ہی بُرا ہے۔ اسی طرح نامحرم مرد و عورت کا باہم ہنسنا بولنا ضرورت سے زیادہ باتیں کرنا یہ سب چھوڑ دینا چاہیئے۔ ختنہ یا عقیقہ یا شادی میں جمع ہونا یا برات میں جانا۔ البتہ عین نکاح کے وقت پاس پاس کے مردوں کا جمع کر لینا مضائقہ نہیں۔ یا کوئی فخر و نمود کا کام کرنا جیسے آجکل رسم و رسوم کا کھانا کھلانا لینا دینا ہوتا ہے اسی میں نوتہ بھی آگیا اس کو بھی چھوڑنا چاہیئے اسی طرح فضول خرچی کرنا یا کپڑے میں بہت تکلف کرنا کہ یہ بھی فخر و نمود میں داخل ہے۔ مردہ پر چلا کر رونا اس کا تیجہ دسواں بیسواں چالیسواں وغیرہ کرنا۔ دور دور سے عرصہ عرصہ تک میت کے پیچھے آنا۔ بدون شرع کے موافق تقسیم کئے ہوئے مردہ کے کپڑے خیرات کر دینا۔ لڑکیوں کا حصہ نہ دینا اہل حکومت و ریاست کا غربا پر ظلم کرنا۔ جھوٹی نالش کرنا۔ موروثی کا دعوی کرنا۔ رہن یا رشوت کی آمدنی کھانا۔ تصویر بنانا یا رکھنا۔ یا براہ شوق کُتے پالنا۔ یا کنکوے و آتشبازی یا کبوتر بازی و مرغ بازی وغیرہ کا شغل کرنا۔ یا بچوں کو اجازت اور پیسے دینا۔ گانا سننا۔ باجے سے یا بے باجے اسی میں گراموفون بھی داخل ہے۔ عرسوں میں جانا۔ بزرگوں کی مَنّت ماننا۔ فاتحہ۔ نیاز گیارہویں وغیرہ رواج کے طور پر کرنا رواج کے موافق مولود شریف کرنا۔ تبرکات کی زیارت کیلئے عرس کا سا انتظام کرنا۔ یا اس وقت مردوں عورتوں کا خلط یا سامنا ہونا۔ شب برات کو حلوا پکانا۔ یا محرم کو تہوار منانا۔ یا رمضان میں ختم قرآن پر شیرینی ضرور کر کے بانٹنا یا ٹونے ٹوٹکے کرنا یا سیتلا وغیرہ کو ماننا۔ یا فال وغیرہ کھلوانا کسی نجومی یا آسیب سے کوئی بات پوچھنا غیبت کرنا چغلی کھانا۔ جھوٹ بولنا۔ تجارت میں دغا کرنا۔ بدون سخت مجبوری کے ناجائز نوکری کرنا۔ یا جائز نوکری میں کام خراب کرنا۔ عورت کا خاوند کے سامنے زبان درازی کرنا یا اُسکا مال بلا اجازت خرچ کرنا

دیا جاوے تو اُس سے کام بھی لیا جاوے اور بہتر تو یہ ہے کہ کھانا اپنی کمائی کا ہو اور اگر توکل
کرے تو بھی اچھا اور مناسب ہے بشرطیکہ کسی سے امیدوار نہ رہے اور دل کو غیر اللہ کے
تعلق سے پاک رکھے۔ اور کسی سے امید اور خوف حق تعالےٰ کے سوا نہ رکھے اور غیر خدا سے
دلچسپی نہ کرے اور خدا تعالیٰ کی تلاش میں بیچین رہے بدون اُسکے نہ آرام ہو نہ راحت۔ اور جس
جگہ رہے خدا کی یاد میں رہے۔ اور خدا کی نعمت پر تھوڑی ہو یا زیادہ شکر کرے اور محتاجگی اور فاقہ اور
ہاتھ خالی رہنے اور روزی کم ہونے سے پریشان نہ ہو بلکہ اسمیں اپنی عزت اور فخر جانے اور یہ سمجھکر
شکر بجا لاوے کہ یہ درجہ نبیوں اور ولیوں کا ہے جو کہ مجھ کو عنایت فرمایا ہے اور اپنے تعلق والوں
کے ساتھ نرمی اور مہربانی کا برتاؤ کرے اور اُنکی خطاؤں سے درگذر کرے اور عذر انکا قبول کرے
اور لوگوں کی بدگوئی سے پرہیز کرے اور عیب آدمیوں کے چھپاوے اور اپنا عیب پیش نظر رکھے
اور سب مسلمانوں کو اپنے سے اچھا جانے اور کسی سے بحث اور تکرار نہ کرے اگرچہ اپنی ہی بات ٹھیک
ہو اور مہمانداری اور مسافر کی خدمتگذاری اپنا پیشہ بنالے اور غریبوں اور مسکینوں کی صحبت پسند
کرے اور عالموں اور نیک لوگوں کی خدمت کرنے کو اپنی عزت جانے اور جو کچھ میسر آوے اُوسکے
موقع پر خرچ کرے تاکہ باطنی نقصان نہ پہنچے۔ اور دل کا لگاؤ کسی چیز کے ساتھ نہ رکھے اور اُسکا
ہونا نہ ہونا دونوں برابر سمجھے اور غریبوں کا سا لباس دل سے پسند کرے اور جتنا کپڑا یا کھانا ملے۔
اس پر قناعت کرے اور دوسروں کے نفع کو اپنے نفع پر مقدم سمجھے اور بھوک اور پیاس کو خدائی
غذا ہے دل سے پسند کرے اور کم ہنسے اور بہت روئے اور اللہ کے عذاب اور اسکی بےنیازی
سے ڈرتا اور کانپتا رہے اور موت کو جو کہ غیر خدا کو جڑ سے اُکھاڑ کر پھینکدینے والی ہے ہر وقت
اپنے سامنے رکھے اور دوزخ سے کہ جدائی کی جگہ ہے پناہ مانگے اور بہشت کو کہ وصال کی جگہ
ہے طلب کرے۔ اور محاسبہ کو اپنے ذمہ لازم کرلے اور دن کا محاسبہ بعد مغرب اور رات کا محاسبہ
بعد صبح کے کیا کرے۔ اور محاسبہ اس کو کہتے ہیں کہ اس کا حساب کرے کہ رات دن میں مجھ سے
کتنی نیکیاں اور کتنی بدیاں ہوئی ہیں نیکی پر شکر کرے اور بدی پر توبہ کرے اور اللہ سے معافی

تنگ دل اور نا امید نہ ہو اور کام میں لگا رہے۔ اور سب عبادتوں میں اپنے اوپر گمان بد کر کے کوتاہی کرنے والا جانے اور اپنے باطنی حال کو جاہل سے نہ کہے اور درویشی کی باتیں علانیہ نہ بیان کرے اور جو شخص ان باتوں کے سننے کے لائق نہ ہو اوس سے بھی نہ بیان کرے۔ اور جو لائق اس کے ہو اس سے تنہائی میں بیان کرے اور اپنے وقتوں کا انتظام رکھے۔ اور اپنی طبیعت کے رنگ بدلنے سے دور رہے۔ اور دنیا کو اور جو کچھ دنیا میں ہے سب کو دل سے چھوڑ دے ورنہ ہزار برس تک ذکر و شغل کرنا بھی کام نہ آوے گا۔ دل آئینہ ہے غیر خدا کے عکس پڑنے سے بچاوے۔ اور عزت اور رتبہ کی خواہش سے کہ گمراہی ہے پناہ مانگے اور وقت کو غنیمت جانے اور غفلت میں ضائع نہ کرے۔ کہ وقت جاکر پھر لوٹ نہیں سکتا۔ اور اس راہ میں قدم جوانمردوں کی طرح رکھے اور ادہر اودہر کا غم اور خوشی الگ کرے کہ یہ راہ درویشی میں اللہ سے روکنے والا ہے اور ناجنس خلاف شرع سے اور اسی طرح جو درویشوں کا منکر ہو اس سے نیز بدعتی سے دور دور رہے اور ایسے درویش سے کہ جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو دور رہے اگرچہ اس سے کرامتیں اور ایسی ایسی باتیں ہوتی ہوں جو اور لوگ نہیں کر سکتے ہیں اور اگرچہ آسمان پر اڑتا ہو۔ لوگوں سے ضرورت کے موافق ملے۔ اور ہر اچھے برے کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آوے اور لوگوں سے عاجزی اور انکساری کے ساتھ برتاؤ کرے اور عاجزی کو اپنا لباس بنالے اور کسی پر اعتراض نہ کرے۔ اور بات نرمی کے ساتھ کرے اور سکوت اور تنہائی کو دوست رکھے۔ اور اطمینان کے ساتھ اپنے کام میں لگا رہے۔ اور پریشانی کو دل میں نہ آنے دے۔ اور جو بات پیش آوے اللہ کی طرف سے جانے اور ہمیشہ دل کی نگہبانی رکھے تاکہ خیال غیر خدا کا نہ آنے پاوے۔ اور دین کے کاموں میں نفع پہنچانا اپنے ذمہ ضروری جانے اور ہر کام کرنے سے پہلے اپنی نیت پاک کرے پھر وہ کام کرے۔ اور کھانے پینے میں اوسط درجہ کا خیال رکھے نہ اس قدر زیادتی کرے کہ سستی پیدا ہو نہ اتنی کمی کرے کہ بسبب ضعف کے عبادت سے رہ جاوے اسی طرح ہر کام میں کمی زیادتی سے بچے۔ اور اگر نفس کو تر لقمہ

مانگے۔ اور سچ بولنا اور حلال مال کھانا اپنی وضع بنالے۔ اور کھیل کود کی محفل میں جو کہ خلاف
شرع ہو حاضر نہ ہو اور جہالت کی رسموں سے پرہیز کرے۔ اور دوستی و دشمنی خفگی رضامندی
جو کچھ ہو اللہ ہی کے لئے ہو۔ اور کسی پر دست درازی نہ کرے اور لالچ نہ کرے۔ شرم والا کم بولنے
والا۔ کم رنجیدہ ہونے والا۔ صلح پسند۔ اللہ کی فرمانبرداری کرنے والا۔ نیکی کرنے والا۔ نیک چلن
چھچھوری باتوں سے بچنے والا۔ برداشت کرنے والا رہے۔ بس یہ ہیں علامت نیک خصلت
کی اور اچھی صفتیں۔ اور یہ بھی چاہئے کہ جو شخص ان سب باتوں کو حاصل کرے ان پر
مغرور نہ ہو۔ اور اپنے اوپر نیک گمان نہ کرے۔ اور یہ بھی چاہئے کہ اولیاء اللہ کے
مزاروں اور بزرگوں کی زیارت سے مشرف ہوتا رہے۔ اور جب دل فارغ ہو اوس
وقت ان کی قبروں کے پاس بیٹھ کر اُن کی روح کی طرف توجہ کرے اور اُنکی روحانیت
کو اپنے مرشد کی صورت میں خیال کر کے فیض حاصل کرے۔ اور برکت لیوے (یہ فیض
لینا خاص لوگوں کے لئے ہے عام نہیں ۱۲ مترجم) اور کبھی عام مسلمانوں کی قبروں پر
جا کر اپنی موت یاد کرے اور فاتحہ پڑھ کر اُن کو ثواب بخشے۔ اور اپنے مرشد کے حکم کو اور
اس کے ادب کو بجائے۔ اللہ اور رسول صلعم کے حکم اور ادب کو جانے۔ اس لئے کہ یہ حضرات
اللہ و رسول صلعم کے نائب ہیں (بجائے کا یہ مطلب نہیں کہ اُن کی برابر بلکہ مطلب یہ ہے کہ
مرشد کی شان کے لائق اوس کے احکام مشروع میں چون و چرا نہ کرے۔ اور اوس کا
دل نہ دکھاوے۔ ۱۲ مترجم) فقط

تمت